تصوف
٦

U.1203

[illegible] مسائل باطن

اسرار

[illegible] ستاروں کی صورت میں باطنی کائنات کے نظارے
[illegible] اسرار تصوف لبریز ہو
جسکو

پیر فرقہ [illegible] کتاب [illegible] نے اپنے [illegible] اور شہرہ
آفاق [illegible] تحریر لکھا۔ اور اُنکے جانشین [illegible] جناب
[illegible] مقام [illegible] سید [illegible] مولانا [illegible] حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب [illegible] یادگار ملاقات نذر کیا تھا

[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible] کے اہتمام سے

[illegible] چھپوا کر

[illegible] دہلی سے شائع کیا

قیمت فی [illegible]

اور شہر کے باہر کسی قصبہ میں مقیم ہیں تو میں نے اُن سے ملنے کا شوق ظاہر کیا اور پیر مرد مذکور کے ذریعہ سے ملاقات کا وقت مقرر ہو گیا۔ مگر اتفاق کی بات عین وعدہ کے دن مجکو نہایت شدت سے بخار چڑھ آیا اور ایفائے وعدہ کے خیال سے مجبور ہو کر با دل ناخواستہ ریل میں مقام زیتون پہنچا۔ دیکھا پلیٹ فارم پر خود جناب عبدالبہا عباس آفندی مع اپنی جماعت فدا کاروں کے مجکو لینے تشریف لائے ہیں ہاتھوں ہاتھ لے گئے اور حد سے زیادہ اخلاق و مہربانی کا اظہار کیا اور جب انکو معلوم ہوا کہ میں بخار شدید میں مبتلا ہوں تو اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا انشاء اللہ ابھی جاتا رہیگا۔ اسکے بعد چاء منگوا کر پلائی۔ چاء کا پینا تھا کہ زور شور سے پسینہ آیا اور بخار پانچ منٹ میں بالکل اُتر گیا۔ اس موذی مرض سے نجات ملی تو گفتگو شروع ہوئی میں نے کہا کہ مجکو آپ کے عقائد سے نہ اتفاق ہو سکتا ہے اور نہ میں اُنکے متعلق کچھ بات کرنی چاہتا ہوں۔ میرے دو سوال ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر آپ کو مسلمانوں سے کچھ تعلق ہے اور اُنکی پستی و افسردگی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو بتائیے اسکا کیا علاج ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آپ کا اور آپ کے والد ماجد کا جو بابی فرقہ کے بانی تھے اہل تصوف کی نسبت کیا عقیدہ ہے

پہلے سوال کا جواب جو کچھ اُنہوں نے دیا وہ خاص انہی کے نمونہ تحریر کی موافق اس کتاب کے آخر میں مع اُردو ترجمہ کے درج ہے۔

اور دوسرے سوال کے بارے میں فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت بہاء اللہ نے اسرار تصوف پر ایک رسالہ لکھا ہے جو ہمارے ہاں کی بے بہا یادگاروں میں قابل دید یادگار ہے۔ اس میں جو کچھ ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ کہکر اُنہوں نے اپنے داعی خاص حکیم مرزا محمود شیرازی کو حکم دیا کہ وہ رسالہ آپ کو دیدو۔ کیونکہ وہ انہی کا حصہ ہے۔ لہذا انہی کو ملنا چاہئے۔ میں نے جناب بہاء اللہ کی دستخطی تحریر کو اور اس رسالہ کو جو بابی مذہب کے بانی کی خاص امانت تھی نہایت خوشی اور شادمانی سے لیا اور رخصت ہوا۔ واپسی کے وقت بھی عبدالبہا عباس آفندی نے اسٹیشن تک مشایعت کی اور حیرت میں ڈالنے والا تپاک ظاہر کیا جو انکی

علوشان کے اعتبار سے حد سے بڑھکر تھا اور جس سے میں نے اندازہ کیا کہ یہی اسباب اس جدید مذہب کی مقبولیت کے ہیں۔

آخر کار اس شخص نے جسکے آگے لاکھوں آدمی ادب سے جھک کر نذریں پیش کرتے ہیں میرے سامنے ایک اشرفی پیش کی۔ میں نے لینے سے عذر کیا تو فرمایا کہ آپ کے بزرگوں کی تعلیم ہے کہ مہمان کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا چاہئیے۔ نقدی کپڑا یا کچھ اور تحفہ دینا لازم ہے لہذا آپ کو یہ نذر قبول کرنی چاہئیے۔ آپ کو ضرورت نہو تو کہیں خیرات کر دینا۔

اس طویل سمع خراشی سے غرض یہ تھی کہ ناظرین کو عبدالبہا عباس آفندی کے اخلاق و بزرگی کی حقیقت معلوم ہو جائے تاکہ وہ ان کی عطا کردہ کتاب کو نظر اہمیت سے دیکھیں جو اصل مع ترجمہ اُردو کے درج ذیل ہے۔ مجکو ترجمہ کی عادت نہیں ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مصنف کا مفہوم اُردو زبان میں ادا ہو جائے۔ الفاظ کی دیکھ بھال کی دشواری سے ایک حد تک پہلو بچایا گیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ مشائخ ہند کے حلقوں میں ایک غیر مذہب بلکہ ایک جدید بانی مذہب کی تحریر رموز تصوف کے بارہ میں خاص دلچسپی سے پڑھی جائیگی۔ اور ان کی معلومات میں وہ اضافہ ہوگا جسکی اشاعت میری زندگی کا فرض اور میرے بنائے ہوئے حلقہ نظام المشائخ کا مقصد اصلی ہے۔

حسن نظامی دبیر حلقۃ المشائخ دہلی

۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

الحمد للہ الذی اظہر الوجود من العدم ورقم علی لوح الانسان من اسرار القدم وعلمہ من البیان ما لا یعلم وجعلہ کتابا مبینا لمن آمن واستسلم وما شہد خلق کل شئ فیہذ الزمان المظلم الصیلم وانطقہ فی قطب البقاء علی اللحن البدیع فی الہیکل المکرم لیشہد الکل لنفسہ بنفسہ فی مقام تجلی ربہ بانہ لا الٰہ الا ہو ولیصل بذلک الی ذروۃ الحقائق حتی لا یشاہد احد شیئاً الا وقد یری اللہ فیہ واصلی واسلم علی اول بحر تشعب من بحر الھویۃ واول صبح لاح عن افق الاحدیہ واول شمس اشرقت فی السماء الازلیہ واول نار اوقدت من مصباح القدمیۃ فی مشکوٰۃ الواحدیہ الذی کان احمد فی ملکوت العالمین ومحمد فی ملاء المقربین ومحموداً فی جبروت المخلصین وایاً ما تدعو فلہ الاسماء فی قلوب العارفین وعلی آلہ وصحبہ تسلیما کثیراً دائماً ابداً وبعد قد سمعت ما غنت ورقاء العرفان علی افنان سدرۃ فوادک وعرفت ما غردت حمامۃ الایقان علی اغصان شجرۃ قلبک کانی وجدت روائح الطیب من قمیص حبک ولقاء رکت تمام لقائک فی ملاحظہ کتابک ولما بلغت اشاراتک فی فنائک فی اللہ وبقائک بہ وحبک جمال اللہ ومظاہر اسمائہ ومطالع صفاتہ لذا ذکر لک اشارات قدسیہ شعشعانیہ من مراتب الجلال لتجذبک الی ساحۃ القدس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قابل حمد وستائش ہے وہ خدا جسنے معدوم وناپید سے موجودات کو ظاہر کیا اور انسان کے لوح وجود پر اپنے قدیمی اسرار تحریر فرمائے اور پھر اسکو وہ بیان سکھایا جسکی اُسے خبر نہ تھی یہانتک کہ خود آدمی کو ایک روشن کتاب بنادیا جو ایمان لانے اور سر تسلیم خم کرنے والوں کے واسطے دلیل راہ بنے (وہ خدا) جسنے کل مخلوقات کو اس تاریک اور پُر فتن زمانہ میں پیدا کرکے اس قابل بنایا کہ نکتہ بقا کے بھید پر ہیکل بزرگ میں داخل ہوکر سخن پر ہوزمیں لب کشائی کرے۔ اور ہر نفس اپنی ذات کی طرف تجلیات ربانی کے مقام میں یہ شہادت دے کہ

لا الٰہ الا ھو

یہانتک کہ اسکی رسائی تمام حقائق کی تہ تک ہو جائے اور کسی چیز کو مشاہدہ ذات الٰہی سے خالی نہ دیکھے

والقرب والوصال ولو عملك الى مقام لاترى فى الوجود الاطلقة حضرة محبوبك ولن ترى الخلق الاكيوم لم يكن احدً مذكوره هى ناغنت بلبل الاحدية فى الرياض الغوثية قوله وتظر على لوح قلبك رقوم لطف اسرار اتقوا الله يعلمكم الله وتتذكره طائر روحك خطائر القدم ويطير وفى فضاء رفاسلكى سبل ربك ذللا بجناح الشوق وتجتنى من اثمار الانس فى بساتين كلى من كل الثمرات انتهى وعمرى يا حبيب لو تذوق هذه الثمرات من خضرة السنبلات التى نبتت فى اراضى المعرفة عند تجلى انوار الذات فى مرآيا الاسماء والصفات لياخذ الشوق زمام الصبر والاصطبار عن كفك وتهتز روحك من بوارق الانوار وتجذبك من الوطن الترابى الى الوطن الاصلى الالهى فى قطب المعانى وتصعدك الى مقام تطير فى الهوا - كما يمشى على التراب

اسپر درود وسلام اس ذات مقدس پر جو بحر ہو کی سب سے پہلی نہر ہے (جو کثرت کی بیابانی مین کو سیراب کرنے کے لئے سب سے پہلے دریائے ہو سے جدا کی گئی) وہ نورانی صبح جو سب سے اوّل افق احدیة پر جلوہ فگن ہوئی - وہ آفتاب جو آسمان ازل پر سب سے مقدم پرتوافشان ہوا - وہ آتش جو قدم کی انگیٹھی میں وحدت کی پھونک سے سب سے اوّل بھڑکائی گئی وہ جسکا نام نامی عالم ملکوت میں احمدؐ ہے اور اگروہ مقربین میں محمدؐ - اور جبروت مخلصین میں محمود ہے - (اور اسپر بس نہیں) جس نام سے چاہے اُسکو یاد کرو - زیبا و جائز ہے کیونکہ عارفین کے دلوں میں اسکے بیشمار نام مخفی ہیں -

اسپر اور اسکے آل واصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ کا درود و سلام

حمد و نعت کے بعد میں نے سنا کہ عرفان کی بلبل تیرے دل کی ہری بھری ٹہنی پر بیٹھی ترانے گا رہی ہے - اور میں سمجھ گیا کہ تیرا عاشق مزاج یقین قلب کی شاخوں میں جھول رہا ہے بوئے محبت کی لپٹیں تیرے قمیص الفت سے آرہی ہیں - خط تقدیر کے دیکھنے سے (جو تیری پیشانی پر منقوش ہے) مجھے تیرا ادراک ہوگیا - مجھے تیرے اُن اشارات تک رسائی ہوگئی جو ذاتِ الٰہی میں فنا و بقا کے لئے کر رہا ہے - اور میں جانتا ہوں کہ تو اللہ والوں کی

وترکض علی المدار کما ترکض علی الارض فهنیأ لی ولک ولمن سار الی سماء العرفان وصبا قلبه بجانب علی ریاض سر وصباء الایقان من سبأ الرحمن والسلام علی من اتبع الهدیٰ وبعد مراتب سیر سالکان را از مسکن خاکی بوطن الٰهی بهفت مرتبه معین نموده اند چنانچه هفت وادی و بعضے هفت شهر ذکر کرده اند وگفته اند که سالک تا از نفس هجرت ننماید و این اسفار را طے نکند به بحر قرب و وصال داخل نشود و از خمر بیمثال نچشد اوّل وادی طلب است مرکب این وادی صبر است و مسافر درین سفر بی صبر بجائی نرسد و بمقصود واصل نشود و باید هرگز افسرده نگردد اگر صد هزار سال سعی کند و جمال دوست نه بیند پژمرده نشود زیرا مجاهدین کعبه فینا بشارت لنهدینهم سبلنا مسرور ند و کمر خدمت طلب بغایت

اُلفت میں چور ہے وہ خدا والے جو اسماء و صفات الٰہی کا مظہر ہیں۔

لہٰذا

میں تیرے سامنے قدسی ربانی اشارات پر جلال کا ذکر کرتا ہوں تاکہ تو میدان پاک و مقرب میں جمال رعنا تک رسائی پائے اور اس مقام پر پہنچے جہاں تجکو اپنا وجود سوائے حضوری محبوب کی جھلک کے نظر نہ آئے اور یہ سب کائنات اسوقت کی طرح معلوم ہونے لگے جبکہ اسکا مذکور بھی ناپید تھا اور وہ یہ ہے جسکو بُلبل توحید نے چمن غوثیت میں اس طرح چہچہا کر سنایا تھا۔

"تیرے لوح دل پر اتقو اللہ یعلمکم اللہ[1] کے نازک و لطیف اسرار مرقوم ہونے چاہئیں" تیری روح گلشن قدیم کو یاد کرے اور فاسلکی سبل ربک ذللا کے فضا میں بجال ذوق و شوق اُڑتی پھرے اور انس و محبت کے باغوں میں ہر قسم کے میووں کو چکھے پیارے! اپنی جان کی قسم اگر تو چند دانے ان سبز بالوں کے چکھ لے جو معرفت کی زمین سے اسوقت اُگتی ہیں جبکہ اسپر ذات کی تجلی بنمود اسماء صفات کے عالم میں پڑتی ہے تو یقین جان

[1] خدا سے ڈرو وہ تم کو علم عطا کرے گا ۱۲ [2] مسلک ربانی پر انکسار کے ساتھ چل ۱۲

محکم بستہ اند دہر آن از مکان غفلت بامکان طلب سفر کنند ہیچ بندی ایشان را منع نماید و ہیچ چیزی
نکند و شرط ست این عباد را کہ دل را کہ منبع خزینہ الہیہ است از ہر نقشی پاک کنند و از تقلید کہ انما ہم
اجداد است اعراض نمایند و ابواب دوستی و دشمنی را با کل اہل ارض مسدود کنند و طالب در این سفر
بمقامی رسد کہ ہمہ موجودات را در طلب دوست سرگشتہ بیند چہ یعقوب ہا بیند کہ در طلب یوسف
آوارہ ماندہ اند عالم حبیب بیند کہ در طلب محبوب دواند و جہان عاشق ملاحظہ کند کہ در پے معشوق
روان و در ہر آنی امری مشاہدہ کند و در ہر ساعتے بر ستری مطلع گردد زیرا کہ دل از ہر دو جہاں برداشتہ و عزم
کعبہ جاناں نمودہ و در ہر قدمی اعانت غیبی او را شامل شود و جوش طلبش زیادہ گردد و طلب را باید از

تیرا صبر و قرار ہاتھ سے چھوٹ جائے اور تیری روح انوار کی تجلیوں سے جنبش کرنے لگے۔ اور تجھکو وطن خاکی سے کھینچکر (اُس) الٰہی وطن اصلی تک پہنچا دے جو قطب معانی و مرکز حقیقی ہے اور تو اُس مقام تک واصل ہو جائے جہاں ہوا میں اس طرح اُڑ سکتے ہیں جیسے زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ اور پانی پر ایسے بے تکان چلے جاتے ہیں جیسا زمین پر چلا کرتے ہیں۔

پس مبارک ہے مجکو اور تجھکو۔ اور اسکو جو آسمان عرفان پر پرواز کرنی چاہتا ہے۔ اور جسکا دل آگاہی اسرار کی جانب مائل ہے۔ اور منزل یقینی کو فضل رہنمائی سے طلب کرتا ہے۔ ہدایت یافتوں پر سلام۔

اب سنئیے اسکے بعد

سالکوں نے مسکن خاکی سے وطن الٰہی تک کے راستہ میں سات ٹھکانے بتائے ہیں۔ چنانچہ بعض نے ان منازل کا نام ہفت وادی رکھا ہے۔ بعض نے ہفت شہر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ سالک جبتک نفس سے جدائی اختیار نہ کرے اور یہ سات منزلیں طے نہوں دریائے قرب و وصال کے کنارہ تک نہیں پہنچ سکتا

مجنوں عشق اندازہ گرفت۔ حکایت کنند کہ روزی مجنوں را دیدند خاک می بیخت و اشک میریخت گفتند
چہ میکنی گفت لیلیٰ را میجویم گفتند وائی بر تو لیلیٰ از روح پاک و تو از خاک طلب می کنی۔ گفت ہمہ جا در
طلبش میکوشم شاید در جائی بجویم بلی در تراب رب الارباب جستن اگرچہ نزد عاقل قبیح است لکن
بر کمال جد طلب دلیل است۔ من طلب شیئًا وجدہ وجد طالب صادق جز وصال مطلوب چیزی
نجوید وحبیب را جز وصل محبوب مقصودی نباشد و این طلب طالب را حاصل نشود مگر بفنا آنچہ
ہست یعنی آنچہ دیدہ و شنیدہ و فہمیدہ ہمہ را بنفی لا منفی سازد تا بشہرستان جاں کہ مدینۃ الاست
واصل شود ہمتی باید تا در طلبش کوشیم وجدی باید تا از شہد وصلش نوشیم اگر ازین جام نوش کنیم عالمی فراموش

اور شراب حقیقت کا مزہ نہیں چکھنے پاتا اور وہ سات مقام یہ ہیں۔

اول کوچہ طلب ہے یہ کوچہ گویا کوچہ صبر ہے۔ مسافر اس سفر میں بہت بے صبر ہو جاتا ہے
لیکن چاہیئے کہ جبتک مقصود کو حاصل نکرلے مایوس نہو اور جمال دوست نہ دیکھ لے اسوقت
تک ہمت نہ ہارے گو اس میں ساری عمر بیت جائے کیونکہ اس میدان کے مجاہدین کو قرآن شریف
میں بشارت دی گئی ہے لنہدینہم سبلنا اپنے طریقہ میں ہم انکی رہنمائی کرتے ہیں مطلوب
کی طلبگاری میں کمر باندھکر ایسا مضبوط ہو جائے کہ غفلت کا خیال بھی نہ آنے دے۔ پھر کوئی
چیز اسکے رستے میں مانع اور حارج باقی نہیں رہیگی اسکے واسطے بندگان الہٰی کے لئے یہ شرط
ہے کہ اپنا دل جو خزانہ الہٰی کا منبع ہے ہر قسم کی کدورت سے پاک رکھیں اور باپ دادا کی تقلید
سے مُنہ پھیرے رہیں۔ اور اہل دنیا سے دوستی اور دشمنی کے سب دروازے بند کردیں۔ طالب
اس سفر میں ایسے مقامات پر پہنچتا ہے کہ تمام موجودات عالم طلب دوست میں اس طالب کی
طرح رواں دواں نظر آتی ہیں اور طلبگاری بھی معمولی نہیں ایسی طلب جو حضرت یعقوبؑ کو
حضرت یوسفؑ کی تھی۔ تمام عالم کو ایسا مشتاق اور سرشار دیکھتا ہے گویا کہ وہ کسی معشوق کے
درپے ہیں اور ہر آن ایک خاص امر مشاہدہ کرتا ہے اور ہر ساعت اسپر ایک خاص بھید کھلتا ہے۔

کنیم و سالک درایں سفر بخاکی جالس شود و در ہر بلادی ساکن گردد از ہر وجہی طلب جمال دوست کند و در ہر دیار طلب یار نماید با ہر جمعی مجتمع شود و با ہر سری ہمسری نماید کہ شاید در سری سر محبوب بیند و یا از صدق جمال محبوب مشاہدہ کند و اگر درایں سفر باعانت باری از یار پی نشاں یافت و بوئی یوسف گم گشتہ از بشیر احدیہ شنید فوراً بوادی عشق قدم گزارد و از نار عشق بگزارد و درایں شہر آسمان جذبہ بلند شود آفتاب جہانتاب شوق طالع کرد و نار عشق برافروزد و چوں نار عشق برافروخت خرمن عقل بکلی بسوخت درایں وقت سالک از خود و غیر خود بیخبر ست نہ جہل و علم داند و نہ شک و یقین نہ صبح ہدایت شناسد و نہ شام ضلالت از کفر و ایمان ہر دو در گریزد و سم قاتلش دلپذیر است کہ عطار گفتہ

کیونکہ دونو جہان سے دل اُٹھا لینا اور جان جاناں کیطرف چل کھڑا ہونا بہت بڑی بات ہے ہر قدم پر غیبی مدد ملتی ہے اور جوش طلب بڑہتا جاتا ہے لازم ہے کہ طریقہ طلبگاری کو مجنون کے عشق سے سیکھے چنانچہ حکایت ہے کہ ایک دن مجنوں خاک چھان رہا تھا اور آنسو بہاتا جاتا تھا کسی نے پوچھا میاں کیا کر رہے ہو بولا لیلیٰ کو ڈھونڈتا ہوں کہا گیا تم بھی کیسے نادان ہو لیلیٰ جیسی پاک چیز کو خاک میں ڈھونڈتے ہو مجنون نے جواب دیا ہر جگہ اسکی تلاش کرتا ہوں شاید کہیں ملجاوے اسی طرح اپنے رب الارباب کی خاک قدم کو ڈھونڈہنا ایک عقلمند کے نزدیک فعل عبث ہے لیکن طالب کی تلاش و جستجو پر شہادت دیتا ہے کیونکہ کسی نے ارشاد فرمایا ہے من طلب شیئاً وجدّ وجد یعنی جسنے کسی چیز کو ڈھونڈا اور تلاش میں کوشش کی وہ اس چیز کو ضرور پائے گا طالب صادق کو چاہیئے کہ وصال مطلوب کے سوا کسی چیز سے غرض نہ رکھے عاشق کو وصال معشوق کے سوا کوئی مقصود نہیں ہوتا مگر یہ طلب طالب کو حاصل نہیں ہو سکتی جبتک کہ ایثار اور نثار نکرے یعنے جو کچھ دیکھنے اور سننے اور سمجھنے کی چیزیں ہیں سب کو نیست نابود کو ڈالے جب لا سے نفی سے سب ہستیاں نفی ہو جائینگی اسوقت اس شہر میں رسائی ہو گی کہ جو مدینۃ الحیات ہے۔ بہت چاہیئے کہ اسکی طلب میں کوشش کرے اور ولولہ چاہیئے تا کہ وصل کا مزہ چکھے اگر اس شراب کا

کفر کافر را و دین دیندار را ٭ ذرّہ دردت دل عطار را ٭ مرکب این وادی درد ست و اگر دنیا شد ہرگز این سفر تمام نشود و عاشق در این رتبہ جز معشوق خیالی ندارد و جز محبوب پناہی نجوید و ہر آن صد جان رائگاں در رہ جاناں دہد و در ہر قدمی ہزار سر در پائی دوست اندازد ای برادر من تا بمصر عشق نیائی بیوسف جمال دوست واصل نشوی و تا چوں یعقوب از چشم ظاہری نگذری چشم باطن نکشائی تا نبار عشق نیفروزی بیاد شوق نیاز میزی و عاشق را از ہیچ چیز پروا نیست و از ہیچ ضرری و ضرر نہ نار سروش بینی و نہ از دریا خشکش یابی ٭ نشان عاشق آں باشد کہ سردش بینی از دوزخ نشان عارف آں باشد کہ خشکش بینی از دریا عشق ہستی قبول نکند و زندگی نخواہد حیات در فنا بیند و عزت از ذلت جوید

ایک جام نوش کرے تو سارا عالم فراموش ہو جائے۔ سالک اس سفر میں درجہ بدرجہ منزلیں طے کرتا ہے۔ ہر خاک پر بیٹھنے کی نوبت آتی ہے اور ہر اس شہر میں جو اس مسافرت کے درمیان آتے ہیں ٹھہرنا پڑتا ہے۔ الغرض ہر حال میں جمال دوست کا خواہشمند رہے اور ہر دیار میں طلب یار کی سعی کرے۔ ہر مجمع میں شریک ہو اور ہر بھید کے معلوم کرنے کی کوشش کرے۔

شاید کہ ان اسرار میں اپنے محبوب حقیقی کا کوئی شہر بھی ملجائے یا کوئی صورت ایسی میسر آ جائے جسمیں اپنے محبوب حقیقی کا جمال جلوہ افروز ہو اگر اعانت خداوندی سے اس سفر میں بے نشان کا نشان ملجاوے اور یوسف گم گشتہ کی بو آ جائے تو فوراً وادی عشق میں اتر پڑے اور آتش شوق میں اپنے تئیں جلا ڈالے اسوقت دیکھیگا کہ آسمان جذب سر پر چھایا ہوا ہے اور اسمیں آفتاب شوق چمک رہا ہے۔ عشق کی آگ بھڑک رہی ہے۔ جب عشق کی آگ بھڑکے گی خرمن عقل و حواس جلکر خاکستر ہو جائینگے اسوقت سالک کو خودی و غیر خودی سے بے خبری ہو جائے گی نہ جہل باقی رہیگا نہ علم نہ شک کا پتہ ہو گا نہ یقین کا نہ صبح ہدایت کو پہچان سکیگا نہ شام گمراہی نظر آئے گی۔ الغرض کفر و ایمان دونوں سے گریز کریگا۔ حضرت عطار فرماتے ہیں کفر کافر را و دیں دیندار را ذرّہ دردت دل عطار را۔ اس سفر کیلئے درد کی سواری درکار ہے۔ اگر درد نہو سفر طے نہیں ہو سکتا عاشق اس رتبہ میں

بسیار ہوش باید تا لائق جوش عشق شود و بسیار سر باید تا قابل کمند دوست گردد مبارک گردنی کہ در
کمندش افتد و فرخندہ سری کہ در راہ محبتش بخاک افتد پس ای دوست از نفس بیگانہ شو تا بیگانہ پی بری
و از خاکدان فانی بگذر تا در آشیان الٰہی جائے گیری نیستی باید تا ناہستی برافروزے و مقبول راہ عشق
شوی نکند عشق نفس زندہ قبول نکند باز ہوش مردہ شکار + عشق در آنی عالمی بسوزد و در ہر دیارکہ علم
برافرازد دو ایراں سازد در مملکتش ہستی را وجودی نہ و در سلطنتش عاقلاں را مقری نہ نہنگ عشق ادیب عقل
را بلعد و لبیب دانش بشکرو ہفت دریا بیاشاید و عطش قلبش بفیسرد و ہل من مزید گوید از خویش بیگانہ
شود و از ہرچہ در عالم ہست کنارہ گیرو باد و عالمی عشق را بیگانگی + اندا و ہفتاد او دیوانگی صد ہزار

سوائے معشوق کے اور کوئی خیال نہیں رکھتا اور محبوب کے سوا کسی سے پناہ نہیں مانگتا ہر وقت
ہزار جانیں راہِ جاناں میں دینے کو تیار رہتا ہے اور ہر قدم پر ہزار سر پائے دوست پر
نثار و فدا کرنے کو مستعد ہوتا ہے۔ بھائی جبتک عشق کے مصر میں نہ آؤ گے یوسف جمال دوست
کا وصل نصیب نہو گا اور جبتک حضرت یعقوبؑ کی طرح چشم ظاہر کو نابینا نکرلو گے باطنی آنکھ
بینا نہو گی اور تا وقتیکہ عشق کی آگ میں داخل نہو گے شوق یار سے ملاقات نہیں ہوسکتی۔ عاشق
لوگ کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور کسی ضرر سے نہیں ڈرتے۔ آگ انکو ٹھنڈی معلوم ہوتی ہی
اور دریا خشک نظر آتا ہے عاشق کا نشان یہ ہے کہ دوزخ سے اسکا دل سرد ہو اور دریائے
رواں کو خشک سمجھے۔ عشق ہستی و قرار نہیں چاہتا۔ زندگی کا طلبگار نہیں ہوتا۔ موت
میں حیات نظر آتی ہے۔ ذلت میں عزت تلاش کی جاتی ہے۔ بڑا ہوش درکار ہے۔ جب کہیں
جوش عشق کے قابل ہوتا ہے۔ بڑا سر چاہیئے۔ تاکہ کمند دوست میں گرفتاری
میسر آئے۔ مبارک ہی وہ گردن جو دام محبوب میں اسیر ہو۔ اور قابل قدر ہے وہ
سر جو اس کی محبت میں خاک در خاک ہے۔ لہذا اے عزیز نفس سے بیگانہ بن تاکہ یگانہ
تک پہنچے اور بسترِ خاکی و فانی کو چھوڑ تاکہ آشیانہ الٰہی میں ٹھکانا ملے۔ نابود ہو جا

مظلوماں در کمندش بستہ و صد ہزار عارفاں بتیرش خستہ ہر سرخی کہ در عالم ہستی از قہرش دان و ہر زردی کہ در رخسار بینی از زہرش شمر جز فنا دوائی نبخشد و جز در وادی عدم قدم نگذارد ولکن زہرش در کام عاشق از شہد خوشتر و فنایش بنظر طالب از صد ہزار بقا محبوب تر است پس باید بنار عشق حجابہائے نفس شیطانی سوختہ شود تا روح برائی ادراک مراتب سید لولاک لطیف و پاکیزہ گردد ۔ تا عشق بر فروزد جملہ ہستیہا بسوزد پس قدم ہر دو اندر کوئی عشاقاں گذارد ۔ و اگر عاشق بتائیدات خالق از مقام شاہی عشق بسلامت بگذرد در مملکت معرفت داخل شود و از شک بیقین آید و از ظلمت ضلالت ہوی بنور ہدایت تقویٰ راجع گردد چشم بصیرتش باز شود و با حبیب خود دیدار مشغول گردد در حقیقت بناز بکشاید و ابواب مجاز ببندد و در این رتبہ

جب کہیں نار ہستی شعلہ فشاں ہو گی اور تو مقبول طریقت عشق ہو گا۔ عشق زندہ نفس کو قبول نہیں کرتا جس طرح باز مردہ چوہے کا شکار نہیں کرتا عشق اپنی ہر آن میں دنیا جہان کو سوختہ کر سکتا ہے اور جہاں اسکا جھنڈا بلند ہوتا ہی باعتبار ظاہر ویرانی پھیلا دیتا ہے۔ اسکی بادشاہی میں ہستی کا وجود برقرار نہیں رہتا۔ اسکی حکومت میں عقلا کا ٹھکانہ نہیں رہتا عشق کا مگر عاقل فرزانہ کو نگلجاتا ہی اور دانشمندی کو ناپید کر دیتا ہے۔ عاشق سات دریا پی جائے تب بھی پیاسا ہی رہتا ہے۔ اور تشنگی قلب ہل من مزید کی صدا لگاتی ہے۔ اپنی خودی سے بیگانہ ہوتا اور موجودات عالم سے جدائی اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ عشق کو دونو عالم سے ناآشنائی ہے۔ اسکے اندر جو پڑا دیوانگی ساتھ جاتی ہے۔ لاکھوں مظلوم اسکی کمند میں اسیر ہیں اور بے شمار عارف اسکے تیر کے زخمی ہیں۔ دنیا میں جس سرخی کو دیکھو سمجھ لو قہر عشق کا ظہور ہے۔ اور جس رخسار میں زردی پاؤ خیال کر لو زہر عشق کا کرشمہ ہے۔ فنا اسکا دوام ہے۔ اور عدم اسکا مقام ہے۔ اسکا زہر عاشق کے حق میں شہد سے بہتر ہے اور اسکی فنا پر لاکھ بقائیں صدقے ہیں۔ پس لازم ہے کہ نار عشق سے نفس شیطانی کے پردے جلا کر خاک کر ڈالے تا کہ روح لطیف و پاکیزہ ہو کر سید لولاک صلعم کے مرتبوں اور شانوں کا ادراک و احساس کر سکے۔

قضا با رضا دہد و جنگ را صلح بیند و در فنا معانی بقا درک نماید و بچشم سر در سر و را فاق ایجاد و نفس عباد
اسرار معاد بیند و حکمت صمدانی را بقلب روحانی در مظاہر نامتناہی الٰہی سیر فرماید در بحر قطرہ بیند و در قطرہ
اسرار بحر ملاحظہ کند + دل ہر ذرہ کہ بشگافی آفتابیش در میاں بینی + و سالک در این وادی در آفرینش حق بینش
مطلق مخالف و مغایر نبیند و در ہر آن ما تری فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ھل تری من فطور گوید
در ظلم عدل بیند و در فضل مشاہدہ کند و در جہل علمہا مستور بیند و در علمہا صد ہزار حکمتہا آشکارا و ہویدا ادراک
نماید و قفس تن و ہوی بشکند بنفس اہل بقا انس گیرد و نبرد بانہای معنوی صعود نماید و بہمہ معانی نشاید و زفلک
سنریھم ایاتنا فی الآفاق وفی انفسھم سالک شود و بر بحر حتیٰ یتبین لھم انہ الحق سائر گردد و اگر ظلمی بیند

آتش عشق بلند کیگا اور اس میں تمام ہستیوں کو جلا ڈال ۔ اور کوچہ عشاق میں داخل ہو کر ہمیشہ کا
ٹھکانہ بنالے ۔ اگر عاشق بہ تائید ایزدی عشق کی خون آشام تلوار سے سلامت رہکر گزر گیا تو مملکت
معرفت میں پہنچ جائیگا شک کے بدلے یقین حاصل ہوگا ۔ تاریکی گمراہی کے عوض نور تقوی و ہدایت
میسر آجائیگا ۔ دل کی آنکھ کھل جائے گی ۔ اپنے حبیب سے مشغولی نصیب ہوگی ۔ حقیقت و نیاز کے
دروازے کھلیں گے ۔ اور مجاز کے دروازے بند ہوجائینگے ۔ اس مقام میں قضا پر رضا ہوگی ۔
لڑائی صلح نظر آئیگی ۔ فنا میں بقا کے معنی محسوس ہونگے اور چشم ظاہری سے اسرار انجام کا مشاہدہ کریگا
حکمت الٰہی کو قلب روحانی میں بے شمار ظہوروں کے ساتھ معائنہ کریگا ۔ دریا میں قطرہ نظر آئیگا اور
قطرہ میں اسرار بحر معلوم ہونگے ۔ دل کے جس ذرہ کو چیر کر دیکھیگا اسمیں ایک آفتاب نکلیگا ۔
سالک اس کوچہ میں جب مخلوقات خداوندی و موجودات ہستی پر نظر ڈالتا ہے تو اسکو کسی چیز
میں نقص و تفاوت معلوم نہیں ہوتا اسلئے ہر وقت کہتا ہے ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت
فارجع البصر ھل تریٰ من فطور (خدا کی بناوٹ میں تجکو کچھ تفاوت و فرق نظر
آتا ہے ؟ پھر نگاہ بلند کرکے دیکھ کوئی نقص رہے یا نہیں) سالک ظلم میں عدل اور
عدل میں فضل کی شان مشاہدہ کرتا ہے ۔ جہل میں سینکڑوں علم پوشیدہ نظر آتے ہیں

صبر نماید و قہر بیند مہر آرد۔ حکایت کنند عاشقی سالہا در ہجر معشوقش جان میباخت و در آتش فراقش می
گداخت از غلبہ عشق صدرش از صبر خالی ماند و جسمش از روح بیزاری جست و زندگی در فراق از نفاق میشمرد
و از آفاق بغایت در احتراق بود چہ روزہا کہ از ہجرش راحت نخفتہ و لبا شبہا کہ از دردش نخفتہ از ضعف
بدن چاہی گشتہ و از درد دل چون نائی شدہ بیک شربہ وصلش ہزار جان را رائگان میداد و میسر نمیشد طبیبان
از علاجش در ماندند و مواسان از انسش دوری جستند بلی مریض عشق را طبیب چارہ نداند مگر عنایت
حبیب دستش گیرد باری عاقبت شجر حالش ثمر یاس بخشید و نار امیدش بفیسرد تا آنکہ شبی از جان
بیزار شدہ از خانہ بیاز از رفت ناگاہ او را عسی تعاقب نمود او از پیش تازان و عس از پئی دوان تا آنکہ عسہا جمع شدند

اور علوم میں بے شمار حکمتیں جلوہ دکھاتی ہیں۔ اور ادراک حاصل ہوتا ہے۔ نفس و ہوس غارت ہوتے
ہیں۔ اہل بقا کے ہر سانس سے انس و محبت ہو جاتی ہے۔
معنوی زینوں کے ذریعہ آسمان معانی پر چڑھتا ہو کشتی سنریھم ایاتنا فی الآفاق و فی
انفسھم (قریب ہے کہ دکھائینگے ہم اپنی نشانیاں چاروانگ عالم میں اور خود ان کے
نفوس میں) کے سہارے دریائے حتی یتبین لھم انہ الحق (یہانتک کہ ظاہر ہو جائے
انپر کہ وہ حق ہے) کو عبور کرلے۔
حکایت کرتے ہیں کہ ایک عاشق نے برسوں فراق معشوق میں جان ہلکان کی
اور اُسکی آتش دوری میں (شمعساں) گھلتا رہا۔ سینہ اُسکا صبر سے خالی رہ گیا اور جسم
اُسکا روح سے بیزار تھا۔ اس فراق کی زندگی کو وہ نفاق میں شمار کرتا اور جہان سی نہایت
سوزش و طپش میں تھا۔ بہت دن گزر گئے تھے کہ اُسے معشوق کی جدائی کے سبب سے راحت
نہ چاہی تھی اور بہت راتیں گزر گئی تھیں کہ درد ہجر سے نہ سویا تھا۔
بدن ضعف کے باعث آہ کی صورت اور درد دل سے مثل نائی کی ہو گیا تھا۔ وصل معشوق
کی شراب پر ہزار جانیں قربان کرتا اور میسر نہ ہوتی طبیب اُسکے علاج سے عاجز تھے اور کوئی

و از ہر طرف راہ فرار بر آں بیقرار بستند و آں فقیر از دل می نالید و باطراف می دید و با خود میگفت ایں عس
عزرائیل من است کہ بایں تعجیل در طلب من ست و یا شداد بلا دست کہ در کین عباد است آں خستہ تیر عشق بیاد دل
بود و بدل نالاں تا بدیوار باغی رسید و بہزار زحمت و محنت بالائے دیوار رفت دیواری بغایت بلند دید از جاں
گزشت و خود را در باغ انداخت دید معشوقش در دست چراغی دارد و تفحص انگشتری مینماید کہ از دست
گم شدہ بود چوں آں عاشق دلدادہ معشوق دل بردہ را دید آہ برکشید و دست بدعا برداشت کہ ای خدا
ایں عس را عزت دہ دولت بخش و باقی دار کہ ایں عس جبرئیل بود کہ دلیل ایں علیل گشت یا اسرافیل بود کہ حیات
بخش ایں ذلیل شد و آنچہ گفت فی الحقیقت درست بود زیرا ملاحظہ شد کہ ایں ظلم منکر عس حقیقۃً عدلہا در سر داشت

مولنس اُسکے قریب جانا پسند نکرتا تھا - ہاں مریض عشق کی چارہ جوئی کو طبیب نہیں جانتا
اسکا علاج تو اُسی وقت ممکن ہے جبکہ حبیب کا ہاتھ اسکی دستگیری کرے (آخرکار) اس
کی امید کا درخت نا امیدی کا پھل لایا اور آتش تمنا اسکی خاموش ہوگئی یہانتک کہ ایک روز
(یہ عاشق صادق) اپنی جان سے بیزار گھر سے نکل بازار کو روانہ ہوا ناگاہ ایک چوکیدار
اسکے پیچھے دوڑا یہ آگے جاتا تھا اور وہ اسکے پیچھے لگا آتا تھا کہ اسی دوا دوش میں
اور بہت سے چوکیدار جمع ہو گئے اور چاروں طرف سے اس بے قرار کی راہ فرار بند
کردی - یہ فقیر دل سے روتا ہوا چاروں طرف دیکھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ چوکیدار[لہ]
میری جان کے عزرائیل ہیں جو اس جلدی کے ساتھ میری جستجو کرتے ہیں - یا یہ (میرے
حق میں) شہروں کے شداد ہیں جو لوگوں سے بغض رکھتے ہیں - اسی فکر و پریشانی میں
یہ تیر عشق کا زخمی بھاگتا دوڑتا چشم ہائے دل سے (پیروں کی گرد و غبار کو) روتا دھوتا)
ایک باغ کی دیوار کے قریب پہنچا اور بہزار محنت و مشقت دیوار کے اوپر چڑھ گیا اگرچہ دیوار
بہت بلند دیکھی مگر عاشق تو پہلے ہی جان سے گزر چکے تھے - اپنے تئیں باغ میں گرا دیا

لہ یعنے رات کے پہرہ دینے والے سپاہی ۱۲

و چه رحمتها در پرده پنهان نموده بیک قهر تشنهٔ صحرای عشق را بجز معشوق واصل نموده ظلمت فراق را بنور وصال روشن فرمود بعیدی را به بستان قرب جای داد و علیل را به طبیب قلب راه نمود حال آن عاشق اگر آخر بین بود در اول بر عین رحمت مینمود دعائش میگفت و آن ظلم را عدل میدید چون از آخر محجوب بود در اول نالۂ آغاز نمود و بشکایت زبان کشوده ولکن مسافران حدیقه عرفان چون آخر را در اول بینند لهذا جنگ صلح و قهر آشتی ملاحظه کنند و این رتبهٔ اہل این وادی است و اہل وادی ہائے فوق این وادی اول و آخر را یک بینند بلکه نه اول بینند نه آخر لا اول و لا آخر بینند بلکہ اہل مدینه بقا که در روضهٔ خضر آسا کنند لا اول و لا آخر ہم نبینند از اولها درگریزند و با آخرها در ستیز زیرا که عوالم اسماء را طی نموده اند و از عوالم صفات چو

اب دیکھتے کیا ہیں کہ انکا معشوق (جسکی جستجو میں انکی عمر گزر گئی تھی) ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اپنی گمشدہ انگشتری ڈھونڈ رہا ہے۔ جب اس عاشق دلدادہ کی اس معشوق دل بردہ پر نظر پڑی تو اسنے ایک آہ کی۔ اور ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے لگا کہ ای خدا اس چوکیدار کو عزت و دولت عنایت کر اور باقی رکھ کہ یہ میرے حق میں جبرئیل تھا جسنے مجھ گم راہ کی رہنمائی کی یا اسرافیل تھا کہ اس ذلیل کو حیاتِ تازہ بخشی۔ اس عاشق نے جو کچھ اسوقت بیان کیا درحقیقت درست تھا کیونکہ (انجام کو) ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگیا کہ چوکیدار کے اس ناروا ظلم کے اندر کسقدر عدل پوشیدہ تھے اور کتنی رحمتیں درپردہ تھیں۔ ایک ذرا سے قہر میں صحرائے عشق کے پیاسے کو دریائے معشوق سے ملا دیا اور فراق کی ظلمت کو وصال کے نور سے روشن کر دیا ایک دور افتادہ کو قرب کے باغ میں جگہ دیدی اور بیمار کو دل کے طبیب کا رستہ بتا دیا۔ اس عاشق کو اگر اپنے انجام کی خبر ہوتی تو پہلے ہی چوکیدار پر بہت مہربانی کرتا اور دعائیں دیتا اور اُسکے اس ظلم کو عدل سمجھتا مگر چونکہ انجام کی اس کو خبر نہ تھی اسواسطے ابتدا میں نالہ و فریاد کی اور اسکی زبان پر شکایت جاری ہوئی۔ باغ عرفان کے مسافر چونکہ انجام کو پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں لہذا جنگ میں صلح اور قہر میں آشتی ملاحظہ کرتے ہیں۔ یہ رتبہ اس مقام کے لوگوں کا ہے

برق درگذشته اند چنانچه میفرماید کمال التوحید نفی الصفات عنه و در ظل ذات مسکن گرفته اند ہمیں است که خواجہ
عبدالله قدس الله تعالیٰ سرہ العزیز درایں مقام نکتہ دقیقی و کلمہ بلیغی در معنی اهدنا الصراط المستقیم فرمودہ
اند و آں ہمیں ست کہ بنمائی ہمارا راہ راست یعنی بمحبت ذات خود مشرف دار تا از التفات بخود و غیر تو آزاد گشتہ
بتمامی گرفتار تو گردیم جز تو ندانیم جز تو نبینیم و جز تو نیندیشیم بلکہ ازیں مقام ہم بالا روند چنانچہ میفرماید المحبۃ
حجاب بین المحب و المحبوب بیش ازیں گفتن مراد ستور نیست درایں وقت صبح معرفت طالع شد
چراغہائے سیر و سلوک خاموش گشت ❖ و ہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر ❖ شد از آں محجوب تو بی پر مپر ❖
اگر اہل راز و نیازی بپر ہائی ہمت اولیاء پرواز کن تا اسرار دوست بینی و با نوار محبوب رسی

اور جو لوگ اس سے بالا مقام میں ہیں وہ اوّل و آخر کو ایک سمجھتے ہیں بلکہ نہ اوّل دیکھتے ہیں
نہ آخر انکے نزدیک لا اوّل ولا آخر ہے اور جو لوگ کہ شہر بقا کے باشندہ ہیں جنہوں نے روضۂ
خضر میں مقام کیا ہے وہ بھی لا اول ولا آخر ہی دیکھتے ہیں اوّل و آخر سے اُن کو کچھ سروکار
نہیں کیونکہ وہ لوگ عوالم اسما کو طے کرکے عوالم صفات سے مثل برق کے گزر گئے ہیں۔
چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کمال[1] التوحید نفی الصفات عنه اور ان لوگوں نے
(خاص) ذات (پاک) کے سایہ میں سکونت اختیار کی ہے۔ یہی بات ہے کہ خواجہ عبداللہ
قدس اللہ سرہا نے اس مقام کے متعلق ایک باریک نکتہ اور بلیغ کلمہ اهدنا[2] الصراط
المستقیم کی تفسیر میں فرمایا ہے جو یہ ہے کہ ہم کو راہ راست دکھا یعنے اپنی ذات پاک کی
محبت سے سرفراز کر تاکہ ہم اپنے اور تیرے غیر کی طرف التفات کرنے سے آزاد ہو کر
بالکل تیرے ہی گرفتار ہو جائیں۔ تیرے سوا نہ کسی کو جانیں نہ کسی کو دیکھیں اور نہ کسی کا اندیشہ
کریں بلکہ (اور لوگ) اس مقام سے بھی اوپر پہنچتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ

[1] یعنے توحید کا کمال یہ ہے کہ ذات کو بغیر صفات کے ملاحظہ کرے ۱۲

[2] ہدایت کر ہم کو سیدھے راستہ کی ۱۲

انّا للہ وانا الیہ راجعون وسالک بعد از سیر وادی معرفت کہ آخر مقام تحدید است باول مقام توحید واصل شود واز کاس تجرید بنوشد ودر مظاہر تفرید نماید در اینمقام حجاب کثرت بر درد واز عوالم شہوت برپردہ درہما، وحدت عروج نماید بگوش الٰہی بشنود وبچشم ربّانی اسرار صنع صمد ببیند بخلوتخانۂ دوست قدم گزارد ومحرم سرادق محبوب شود ودست حق از جیب مطلق برآورد واسرار قدرت ظاہر نماید وصف و اسم ورسم از خود نبیند وصف خود را در وصف حق بیند واسم حق را در اسم خود ملاحظہ نماید ہمہ آوازہا از شہ داند وجمیع نغمات را از او شنود برکرسی قل کل من عند اللہ جالس شود وبر بساط لاحول ولا قوۃ باللہ راحت گیرد ودر اشیا بنظر توحید مشاہدہ کند واشراق تجلّی شمس الٰہی را برہمہ از مشرق ہویت

المحبة حجاب[1] بین المحب والمحبوب - اب اس سے آگے کا حال بیان کرنا میرا دستور نہیں ہے۔ اسوقت میں صبح معرفت نے طلوع کیا ہے۔ سیر و سلوک کے چراغ خاموش ہیں ؎ وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر ٭ شد ازان محبوب تو بے پر مبر ٭ اگر تم اہل راز و نیاز ہو تو ہمت اولیاء کے بازوؤں سے تم کو پرواز کرنی چاہیئے تاکہ دوست کے اسرار کا ملاحظہ کرو اور محبوب کے انوار تک پہنچ جاؤ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وادیٔ معرفت جو مقام تحدید کا آخری مرحلہ ہے سالک اسکی سیر سے فارغ ہو کر مقام توحید کی پہلی منزل میں پہونچتا ہے اور تجرید کا پیالہ نوش کر کے بظاہر تفرید کی سیر اسکو حاصل ہوتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں کثرت کا حجاب دور ہو کر شہوت وخواہش کے عوالم سے سالک بالاتر پہنچ جاتا - اور آسمان وحدت میں عروج کرتا ہے۔ گوش الٰہی سے سنتا اور چشم ربانی سے اسرار صنع صمدانی دیکھتا ہے۔ دوست کے خلوت خانہ میں قدم مار کر خاص پردہائے محبوب کا محرم بنتا ہے اور دستِ حق کو جیبِ مطلق سے نکالتا اور قدرت کے اسرار ظاہر کرتا ہے۔ وصف اور اسم اور رسم اپنی طرف سے نہیں دیکھتا

[1] یعنی محبت ایک پردہ ہے محب اور محبوب کے درمیان ۱۲

ممکنات یکساں بینید و انوار توحید را بر جمیع موجود و ظاہر مشاہدہ کنند و معلوم آنجناب بودہ کہ جمیع اختلافات
عوالم کون کہ در مراتب سلوک سالک مشاہدہ میکند از نظر خود سالک مثالی در این مقام ذکر میشود تا این معنے
تمام معلوم کردد ملاحظہ در شمس ظاہری فرمائید کہ بر ہمہ موجودات و ممکنات بیک اشراق تجلی مینماید و افاضۂ نور
بامر سلطان ظہور بر ہمہ اشیا میفرماید ولیکن در محل باقتضای استعداد آں محل ظاہر می شود و اعطای فیض
میکند مثل اینکہ در مرآت بقرصہا و ہیئتہا جلوہ مینماید و ایں بواسطہ لطافت خود مرآت است و در بلور
نار احداث میکند و در ستار اشیا ہماں اثر تجلی ظاہر است نہ قرص بان اثر ہر شئی رو بامر مؤثر باستعداد
او تربیت میکند چنانچہ مشاہدہ می کنید و ہمچنیں انوار ہم باقتضای محل ظاہر می شود مثل اینکہ در زجاجہ از روی تجلی

اپنے وصف کو حق کے وصف میں ملاحظہ کرتا اور اسم حق کو اپنے اسم میں دیکھتا ہے کل آوازیں اُسی کی طرف سے جانتا اور کل نغمات اُسی سے سُنتا ہے قل کل من عند اللہ[1] کی کرسی پر جلوس فرماتا اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے بچھونے پر راحت پکڑتا اور کل اشیاء میں توحید کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے اور شمس الٰہی کی تجلی کا اشراق ہویت کے مشرق سے تمام ممکنات پر یکساں دیکھتا اور توحید کے انوار کو تمام موجودات پر ظاہر اور موجود مشاہدہ کرتا ہے۔

آنجناب کو معلوم ہو کہ عوالم کون کے تمام اختلافات جو مراتب سلوک میں سالک اپنی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے اُن کی ایک مثال اس مقام میں ذکر کی جاتی ہے تاکہ یہ مطلب بخوبی واضح ہو جائے۔ اس ظاہری سورج کو ملاحظہ فرمائیے جو کل موجوات و ممکنات پر ایک اشراق کے ساتھ تجلی کرتا۔ اور سلطان ظہور کے حکم سے کل اشیاء پر نور پہنچاتا ہے مگر یہ نور ہر ایک محل میں اُسکی استعداد کے موافق ظاہر ہوتا ہے اور فیض بخشتا ہے مثلاً آئینہ میں سورج اپنے قرص اور اپنی ہیئت کے ساتھ جلوہ افگن ہوتا ہے جسکا سبب خود آئینہ

[1] کہدو کہ سب خدا کی طرف سے ہیں ۱۲

زرد و در سفید تجلی سفید و در سرخ تجلی سرخ ملاحظه میشود پس این اختلافات از محل است نه از اشراق
ضیا و اگر محل مانع داشته باشد مثل جدار و سقف آن محل بالمره از تجلی شمس محروم ماند و آفتاب بر آن
نتابد اینست که بعضے از نفوس ضعیفه چون اراضی معرفت را بجدار نفس و هوی و حجاب غفلت و عمی حائل
نموده اند لهذا از اشراق شمس معانی و اسرار محبوب لایزالی محجوب مانند و از جواهر حکمت دین مبین سید
المرسلین دور مانده اند و از حرم جمال محروم شدند و از کعبه جلال مهجور اینست رتبهٔ اهل زمان اگر بلبلی
از گل نفس برخیزد و بر شاخسار گل قلب جای گیرد و بنغمات حجازی و آوازهای خوش عراقی اسرار الهی
ذکر نماید که حرفی از آن جمیع جسدهای مرده را حیات تازهٔ جدید بخشد و روح قدسی بر عظام رمیمه

کی لطافت ہے اور بلور میں سورج آگ پیدا کرتا ہے غرضکہ تمام اشیا میں اُسکی تجلی کا اظہار
ہے مگر اُسکا قرص ظاہر نہیں ہے (سوا آئینہ کے) اور پھر اُسی اثر سے ہر چیز کو اُسکی استعداد
کے موافق مؤثر کے حکم سے تربیت کرتا ہے۔ چنانچہ آپ ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اُسکے
رنگ حسب تقاضا محل کے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً زرد شیشہ میں زرد تجلی اور سفید میں سفید
اور سُرخ میں سُرخ تجلی دیکھی جاتی ہے۔ پس یہ اختلافات محل کی طرف سے ہیں نہ اشراق
ضیا کی طرف سے اور اگر محل (یعنی آئینہ) کے واسطے (تجلی کے اُس تک پہنچنے سے)
کوئی چیز مانع ہوگی مثلاً دیوار ہو یا چھت ہو تو ضرور وہ محل یعنی آئینہ سورج کی تجلی سے
محروم رہیگا اور آفتاب کی چمک اُسکو نہ پہنچے گی۔ یہی بات ہے کہ بعض نفوس ضعیفہ
نے جو اراضی معرفت کو نفس خواہش کی دیوار اور غفلت و نابینائی کے پردہ میں چھپا
رکھا ہے تو وہ شمس معانی کے اشراق اور محبوب لایزالی کے اسرار سے محجوب اور
دین مبین سید المرسلینؐ کے جواہر حکمت سے دور افتادہ ہیں۔ یہی لوگ حرم
جمال سے محروم اور کعبۂ جلال سے مہجور ہیں۔ زمانہ کے لوگوں کا یہی رتبہ ہے۔
اور اگر بلبل نفس کی مٹی سے اُڑکر قلب کے پھول کی شاخسار پر جگہ پکڑلے اور حجازی نغموں

ممکنات مبذول دارد ہزار چنگال حسد و منقار بغض بینی کہ قصد او نمایند و با تمام جد در ہلاکش کوشند بلی جعل ابوی خوش ناخوش آید و مزکوم از رائحہ طبیب ثمر ندہد اینست کہ برائی ارشاد عوام گفتہ اند دفع کن از مغز و از بینی زکام ؛ کہ ریح اللہ در آید در مشام ؛ باری اختلاف محل واضح و مبرہن شد و اما نظر سالک وقتی در محل محدود ست یعنی در زجاجات سیر مینماید اینست کہ زرد و سُرخ و سفید بیند باین جہتست کہ جدال بین عباد برپا شد و عالم را اغبار تیرہ از نفس محدودہ فرا گرفتہ و بعضے نظر باشراق ضو دارند و برخی از خمر وحدت نوشیدہ اند جز شمس چیزی نیستند پس بسبب سیر این سہ مقام مختلف فہم سالکین و بیان ایشان مختلف شود اینست کہ اثر اختلافُ عالم ظاہر شدہ و میشود زیرا کہ

اور عراقی چہچہوں کے ساتھ اسرار الٰہی کے ذکر میں مصروف ہو جنکا ایک حرف تمام مردہ اجساد کو حیات تازہ عنایت کرتا اور ممکنات کی بوسیدہ استخوانوں پر روح قدس کو بخشتا ہے (تو اُس وقت) تم دیکھو گے کہ ہزاروں حسد کے پنجہ اور بغض کی چونچیں اُس بلبل کا قصد کرتی اور اُس کے ہلاک کرنے میں پوری کوشش سے کام لیتی ہیں۔ ہاں (دیکھ لو) کہ جُعل[1] کو خوشبو ناخوش معلوم ہوتی ہے اور زکام والے کو عطر کی خوشبو سے فائدہ نہیں پہنچتا۔ یہی بات ہے جو عوام کی ہدایت کی واسطے فرمایا ہے ؎

دفع کن از مغز و بینی زکام ؛ کہ ریح اللہ در آید در مشام

بارے (اس تفصیل سے) محل کا اختلاف واضح اور ثابت ہوگیا۔

لیکن سالک کی نظر ایک وقت تو محل میں محدود ہوتی ہے یعنی شیشوں کی سیر کرتا ہی یہی بات ہے کہ اُسکو زرد اور سُرخ و سفید دکھائی دیتے ہیں۔ اور اسی سبب سے لوگوں میں جھگڑے پیدا ہو کر نفوس محدودہ کے غبار نے عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہے۔ اور بعض لوگ اشراق کی چمک پر نظر رکھتے ہیں اور بعض نے شراب وحدت نوش فرمائی ہے

[1] جعل یعنے گوبر کا سیاہ پردار کیڑا ۱۲

بعضی در رتبۂ توحید واقفند وازاں عالم سخن گویند وبرخی در عوالم تجدید وقائمندہ وبعضی درمراتب نفس وبرخی بالمرہ محتجب ومذا نیست کہ جہال عصر کازپرتو جمال نصیب نبردہ اند بعضے مقال تکلم مینمایند ودرہر عصروزمان براہل بجۂ توحید وارد میاورند آنچہ راکہ خود بہ آں لائق وسزاوارند ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الی اجل مسمی ای برادر من قلب لطیف بمنزلہ آئینہ است آنرا بصیقل حب وانقطاع ازما سوی اللہ پاک کن تا آفتاب حقیقی درآں جلوہ نماید وصبح ازلی طالع شود ومعنی لایسعنی ارضی ولاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن راآشکار وہویدا بینی وجان در دست گیری وبہزار حسرت نثار یار تازہ نمائی وچوں انوار تجلی سلطان احدیہ برعرش قلب ودل جلوس نمود

سورج کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھتے چنانچہ انہیں تینوں مختلف مقاموں کی سیر کے سبب سے سالکوں کا فہم اور اُنکا بیان مختلف ہوگیا ہے جسکے اثر سے عالم میں اختلاف ظاہر ہوا اور ہوتا ہے کیونکہ بعض سالک توحید کے مرتبہ میں ٹھہر گئے ہیں اور وہیں کی باتیں کرتے ہیں اور بعض مقام تجدید میں قائم ہیں اور بعض نے مراتب نفس میں سکونت اختیار کی ہے اور بعض بالکل ہی حجاب میں ہیں یعنی جاہلان زمانہ کہ جنکو پرتو جمال سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔ کچھ باتیں (اٹکل پچو) بنا دیتے ہیں اور ہر ایک وقت وزمانہ میں اہل توحید پر وہ اعتراض کرتے ہیں جنکے وہ خود لائق وسزاوار ہیں ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظھرھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الی اجل مسمّٰی۔ میرے (پیارے) بھائی پاکیزہ بمنزلہ آئینہ کے ہے اسکو محبت اور انقطاع از ماسوی اللہ کے صیقل سے پاک کردو تاکہ آفتاب حقیقی اسمیں جلوہ فرمائے اور صبح ازلی طالع ہو اور لایسعنی ارضی ولاسمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن کے معنے ظاہر اور آشکارا دیکھ لو

ؐ اور اگر خدا لوگوں سے اُن گناہوں کا مواخذہ کرے جو انہوں نے کئے تو پشت زمین پر کسی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑے ولیکن اُنکو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہی ۱۲ ؐ نہ میری زمین میری گنجائش رکھتی ہی نہ میرا آسمان ولیکن میرے مومن بندے کا دل میری گنجائش رکھتا ہے ۱۲ سید یٰسین علی نظامی حسینی

نور او در جمیع اعضاء و ارکان ظاہر میشود آں وقت سرّ حدیث مشہور سراز حجاب بیرون برارد لا نزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ کنت سمع الذی یسمع بہ الخ زیرا کہ صاحب بیت خود تجلی نمودہ و ارکان بیت ہمہ از نور او روشن و منور شدہ و فعل و اثر نور از منیر است کہ ہمہ باو حرکت نمایند و بارادہ او قیام کنند و اینست آں چشمہ کہ مقربین ازاں می نوشند چنانچہ میفرماید عیناً یشرب بہا المقربون و دیگر آں کہ مبادا دریں بیانات رائحہ حلول و یا تنزلات عوالم حق در مراتب خلق رو دہد و بر آنجناب شبہ شود زیرا کہ بذاتہ مقدس است از صعود و نزول و از دخول و خروج لم یزل از صفات خلق غنی بودہ و خواہد بود و نشناختہ او را احدی و یکنہ او راہ نیافتہ نفسی کل عرفا در وادی

اور جان کو ہاتھ میں لیلو اور ہزار حسرت بار تازہ پر سے نثار و قربان کردو۔ جب سلطان احدیت کی تجلی کے انوار قلب و دل کے عرش پر جلوس فرماتے ہیں۔ اُن کا نور تمام اعضاء اور ارکان میں جلوہ گر ہوتا ہے اور اُسوقت مشہور حدیث کا راز ظلماتی پردہ سے سر باہر نکالتا ہے [1] لا یزال العبد یتقرب الیّ بالنوافل حتّٰی احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ اسلئے کہ صاحب خانہ اپنے مکان میں تجلّی فرماتی ہے اور مکان کے تمام گوشے اُسکے نور سے روشن اور منور ہوگئے ہیں اور اس نور کا فعل و اثر نور بخشنے والے کیطرف سے ہے اور یہی بات ہے کہ سب اُسکے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور اُسی کے ارادہ سے انکا قیام کرتا ہے اور یہی وہ چشمہ ہے جس میں سے مقربان بارگاہ نوشی کرتے ہیں۔ عیناً یشرب بہا المقربون۔ دوسرے یہ بات ہے کہ ان بیانات سے حلول یا تنزلاتِ عوالم حق کی مراتب خلق میں بو نہ آئے اور آپ کو (اس قسم کا) شبہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ

---

[1] یعنی بندہ میری طرف نوافل کے ساتھ تقرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں پس جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُسکا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے ۱۲

[2] ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب لوگ نوش کرتے ہیں ۱۲

معرفتش سرگردان وکل اولیا در ادراک ذاتش حیران منزہ است از ادراک ہر مدرکی ومتعالیست از
عرفان ہر عارفی السبیل مسدود والطلب مردود دلیلہ آیاتہ ووجودہ اثباتہ اینست کہ عاشقان
روی جانان گفتہ اند یامن دلّ علیٰ ذاتہ بذاتہ وتنزہ عن مجانسۃ مخلوقاتہ عدم صرف کجا تواند در میدان
قدم اسپ دواند وسایہ فانی کجا بخورشید باقی رسد حبیب لولاک ماعرفناک فرمودہ ومحبوب او ادنیٰ
ما بلغناک گفتہ بلی ایں ذکر ہا کہ درمراتب عرفان ذکرمی شود معرفت تجلیات الشمس حقیقت است
کہ در مرایا تجلی میفرماید وتجلی آں نور در قلوب ہست ولکن بحجاب نفسانیۃ وشیونات عرضیہ محجوبست
چوں شمع زیر فانوس صدید چوں فانوس مرتفع شد نور شمع ظاہر گردد ہمچنیں چوں خرق حجبات افلکیہ

بذاتہ صعود ونزول اور دخول وخروج سے مقدم وبری اور ہمیشہ صفات مخلوقات سے غنی ہے
اور رہیگا کسی نے اُسکو نہیں پہچانا اور نہ اسکی حقیقت کی طرف راہ پائی ہے تمام عرفا اُسکی
معرفت کے میدان میں سرگرداں اور کل اولیاء اُسکی ذات کے ادراک میں حیران ہیں
وہ ہر ایک مدرک کے ادراک سے منزہ اور ہر ایک عارف کے عرفان سے بلند ہے
السبیل[1] مسدودٌ والطلب مردودٌ لیلہ آیاتہٗ ووجودہ اثباتہ - اور یہی
بات ہے کہ عاشقان روئے جانان فرماتے ہیں - یا[2] من دلّ علیٰ ذاتہ بذاتہ
وتنزہ عن مجانستہ مخلوقاتہ - عدم صرف میں یہ طاقت کہاں ہے کہ میدان قدم میں
اسپ دوانی کر سکے اور سایۂ فانی میں کیا تاب وتواں ہے کہ خورشید باقی تک پہنچ سکے
حبیب[3] لولاک نے ماعرفناک فرمایا ہے اور محبوب او ادنیٰ نے ما بلغناک ارشاد
کیا ہے - ہاں یہ جو باتیں مراتب عرفان میں ذکر کی جاتی ہیں یہ تجلیات شمس حقیقت کی معرفت ہے

[1] راستہ بند ہے اور تلاش رد کی گئی ہے اُسکی دلیل اُسکی آیات ہیں اور اُسکا وجود اُسکا اثبات ہے ۱۲ [2] اے وہ
ذات کہ جسنے اپنی ذات پر اپنی ذات کے ساتھ دلالت کی ہے اور اپنی مخلوقات کی مجانست سے منزہ (اور پاک)
ہے ۱۲ [3] یعنی حبیب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جنکی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک وارد ہے ۱۲

از وجہ قلب نمائی انوار احدیہ طالع شود پس معلوم شد کہ از برائی تجلیات ہم دخول و خروج نیست تا چہ رسد
بآں جوہر وجودہ سر مقصود ای برادر من دراین مراتب از روئی تحقیق سیر نہ از روئی تقلید و سالک
را ودرباش کلمات منع نکند و ہمینہ اشارت سد نماید ؎ پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق ٭ سد سکندر
نہ مانع است و نہ حائل ؎ اسرار بسیار و اغیار بیشمار ستر محبوب را دفترہا کفایت نکند و باین الواح اتمام
نیابد باینکہ حرفی بیش نیست و رمزی بیش نہ۔ العلم نقطہ کثرۃ الجاہلون و از ہمیں مقام اختلافات
عوالم را ہم ملاحظہ کن اگرچہ عوالم الٰہی متناہی است ولکن بعضی چہار رتبہ ذکر نمودہ اند عالم زمان و آں
آنست کہ از برائی او اوّل و آخر باشد و عالم دہر یعنی اول داشتہ باشد و آخرش پدید نباشد و عالم سرمد کہ

جو اُسنے آئینوں میں تجلی فرمائی ہے اور اُس نور کی تجلی دلوں میں ہے مگر نفسانی حجابوں اور عرضی
شانوں نے اُسکو پوشیدہ کرلیا ہے جیسے کہ شمع آہنی فانوس میں پوشیدہ ہوتی ہے جب اُس
فانوس کو اُٹھالیا جائے تو شمع کا نور ظاہر ہوجاتا ہے۔ اسی طرح جب ان نفسانی حجابوں کو
تم دل کے چہرہ سے دور کردوگے تو احدیت کا نور اُسپر طالع ہوگا۔

پس اس تقریر سے معلوم ہوگیا کہ تجلیات کے واسطے بھی آمد و رفت نہیں ہے (چہ جائیکہ
سبب سے کہا جائے کہ) اُس جوہر وجود و ستر مقصود (یعنے دل) کو کیا پہنچتا ہے (اور کیا نہیں
پہنچتا ہے یعنی تجلیات سے) اے بھائی ان مراتب میں از روئے تحقیق کے سیر کرو نہ از روئے
تقلید کے سالک کو دورہو کہنا یا اسی قسم کا اشارہ کرنا سلوک سے باز نہیں رکھتا ہے ؎

پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق ٭ سد سکندر نہ مانع است و نہ حائل

اسرار بکثرت اور اغیار بے شمار ہیں۔ محبوب کے راز کو دفتر کے دفتر بھی کفایت نہیں کرتے
ان چند اوراق میں تو کیسے پورا ہوسکتا ہے باوجودیکہ نہ ایک حرف زیادہ ہے نہ ایک رمز

العلم نقطہ کثرۃ الجاہلون[1]۔ اور اسی مقام سے اختلافات عوالم کو بھی ملاحظہ فرمائیے

[1] علم (صرف) ایک نقطہ ہے جاہلوں نے اسکو بڑھا دیا ہے ۱۲

اولی ملاحظہ نشود و آخرش مفہوم شود و عالم ازل کہ نہ اول مشاہدہ شود و نہ آخری اگرچہ درایں بیانات اختلاف بسیار است اگر تفصیل ذکر شود کسالت افزاید چنانچہ بعضی عالم سرمد را بی ابتدا و انتہا گفتہ اند ازل را غیب منیع لایدرک ذکر نمودہ اند و بعضی عوالم لاہوت و جبروت و ملکوت و ناسوت گفتہ اند و سفرہائی سبیل عشق را چہار شمردہ اند من الخلق الی الحق و من الحق الی الخلق و من الخلق الی الخلق و من الحق الی الحق و ہمچنیں بسیار بیانات از عرفا و حکمائی قبل ہست کہ بندہ متعرض نشدم و دوست ندارم کہ از کلام قبل بسیار اظہار شود زیرا کہ اقوال غیر را ذکر نمودن دلیل است بر علوم کسبی نہ بر موہبت آلہی ولکن اینقدر ہم کہ ذکر شد بواسطہ عادت ناس است و تاسّی باصحاب علاوہ بر این در این رسالہ این بیانات گنجید

اگرچہ عوالم الٰہی نامتناہی ہیں مگر بعض بزرگان نے ان کے چار مراتب فرمائے ہیں۔ ایک عالم زماں اور یہ وہ عالم ہے جسکا اول و آخر ہو۔ دوسرا عالم دہر یعنے وہ عالم جسکا اول ہو اور آخر ظاہر نہ ہو۔ تیسرا عالم سرمد جسکا اول ظاہر ہو اور آخر مفہوم نہ ہو۔ چوتھا عالم ازل جسکا نہ اول معلوم ہو نہ آخر۔ اگرچہ ان بیانات میں بہت اختلاف ہے کہ اگر انکو مفصل ذکر کیا جائے تو طول فضول ہو چنانچہ بعض نے عالم سرمد کو بے ابتدا و انتہا بیان کیا ہے اور عالم ازل کو غیب منیع کہ جس کا ادراک ممکن نہیں ذکر کیا ہے۔ اور بعض نے عالم لاہوت اور عالم جبروت اور عالم ملکوت و ناسوت ذکر کئے ہیں۔ اور راہِ عشق کے چار سفر شمار کئے ہیں۔ ایک خلق سے حق کی طرف اور ایک حق سے خلق کی طرف اور ایک خلق سے خلق کی طرف اور ایک حق سے حق کی طرف غرضکہ اسی طرح کے بہت سے بیانات حکما و عرفاء پیشین سے صادر ہوئے ہیں مگر میں انکا معترض نہیں ہوا اور نہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ پہلوں کے اذکار بکثرت بیان کئے جائیں کیونکہ غیروں کا ذکر کرنا علوم کسبی کی دلیل ہے نہ بخشش خداوندی کی اور یہ تنا بھی جو بیان ہوا تو محض لوگوں کی عادت کے موافق اور دوستوں کی دلبستگی کیواسطے ہوا ہے ورنہ اس رسالہ میں ان بیانات کی گنجائش نہیں ہے اور اُن لوگوں کے اقوال کو بیان نہ کرنا

وعدم اقبال بذکر اقوال ایشان نہ از غرور است بل بواسطہ ظہور حکمت وتجلی موہبت است + گر خضر در بحر کشتی را شکست + صد درستی در شکست خضر ہست + والا ایں بندہ خود را در ساحت یکی از احبای خدا معدوم میداند و مفقود ومی شرم تا چہ رسد در بساط اولیا فسبحان اللہ ربی الاعلیٰ و ازینہا گزشتہ مقصود ذکر مراتب سالکین است نہ بیان اقوال عارفین اگرچہ مثال مختصری در اول و آخر عالم نسبی و اضافی زدہ شد مجدّد مثالی دیگر ذکر میشود تا تمام معانی در قمیص مثالی ظاہر شود مثلاً آنجناب در خود ملاحظہ فرمایند کہ نسبت بہ پسر خود اولند و نسبت بہ پدر خود آخر و در ظاہر حکایت از ظاہر قدرت میکنید در عوالم صنع الٰہی و در باطن بر اسرار باطن کہ ودیعہ الٰہیہ است در شما پس صدق اولیت و آخریت

غرور سے نہیں ہے بلکہ بواسطہ ظہور حکمت اور بخشش خداوندی کی تجلی سے ہے ؎

کہ خضر در بحر کشتی را شکست صد درستی در شکست خضر ہست

ورنہ یہ بندہ تو اپنے آپ کو دوستان خدا میں معدوم جانتا اور مفقود شمار کرتا ہے اور بساط اولیا میں کیا پہنچ سکتا ہے۔ فسبحان[1] ربی الاعلیٰ۔

اب یہاں سے آگے چلکر مراتب سالکین کا ذکر کرنا مقصود ہے نہ اقوال عارفین کا بیان کرنا اگرچہ ایک مختصر مثال اول و آخر عالم نسبی و اضافی میں بیان کی گئی تھی مگر یہاں ایک دوسری مثال نئے طور سے ذکر کی جاتی ہے تاکہ تمام معانی مثال کے پیرہن میں ظاہر ہو جائیں مثلاً آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ آپ بہ نسبت اپنے فرزند کے اول اور بہ نسبت اپنے والد کے آخر ہیں۔ ظاہر میں تو صنعت خداوندی کے عالم میں ظاہر قدرت سے حکایت کیجئے اور باطن میں باطنی اسرار پر کہ جو آپ کے اندر خدا کی امانت ہیں پس انہی معنوں کے ساتھ جو ذکر ہوئے اولیت اور آخریت اور ظاہریت اور باطنیت کا صدق آپ پر ہوتا ہے تاکہ ان چاروں مرتبوں میں جو آپ کو عنایت ہوئے ہیں آپ چاروں مراتب الٰہیہ کو ادراک

[1] پس پاکی ہے میرے پروردگار بلند کو ۱۲

وظاہریت و باطنیت بایں معنی کہ ذکر شد بر شما می کند تا دریں چہار تبہ کہ بشما عنایت شد چہار رتبہ الٰہیہ
را ادراک فرمایند تا بلبل قلب بر جمیع شاخسارہائی کل وجود از غیبؒ شہود نداکند بانہ ہوالاوّل
والآخر۔ والظاہر والباطن و ایں ذکر ہا در مراتب عوام نسبت ذکر میشود والا آن جا لیکہ بقدمی
عالم نسبت و تقید را طی نمودہ اند و بر بساط خوش تجرید ساکن شدہ اند و در عالمہائی اطلاق و امر خیمہ
برافروختہ اند جمیع ایں نسبتہا را بناری سوختہ اند و ہمہ ایں الفاظ را بنمی محو نمودہ اند و دریم روح شنا دری میمایند
در ہوائی قدس نور سیر می کنند دیگر الفاظ دریں رتبہ کجا وجود دراو تا اوّل یا آخر یا غیر اینہا معلوم شود و مذکور آید در
ایں مقام اوّل نفس آخر و آخر نفس اوّل است ؎ آتشی از عشق جاناں برفروز + سر بسر فکر و عبادت را بسوز

فرمالیں تاکہ بلبلِ قلب وجود کی تمام شاخساروں پر غیب و شہود سے یہ نغمہ سنجی کرے ھوالاول
والاٰخر والظّاھر والباطن یہ ذکر عام لوگوں میں تو کچھ کئے بھی جاتے ہیں مگر جن لوگوں
نے ایک قدم میں عالم نسبت و تقید کو طے کر دیا ہے اور تجرید کے بساط خوش پر جا بیٹھے ہیں
اور اطلاق و امر کے عالموں میں اپنا خیمہ لگایا ہے اُنہوں نے ان تمام نسبتوں کو ایک
ہی آگ سے پھونک دیا اور ان تمام الفاظ کو ذرا سی نمی کے ساتھ مٹا دیا ہے۔
روح کے بحرِ بے پایاں میں تیرتے اور قدس نور کی ہوا میں سیر کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ
اسی رتبہ میں کہاں وجود رکھتے تاکہ اوّل یا آخر یا ان کے علاوہ اور کچھ معلوم ہو
اور ذکر کیا جائے اس مقام میں اول نفس آخر اور آخر نفس اول ہے ؎ آتشے از عشق
جاناں برفروز + سر بسر فکر عبادت را بسوز + میرے دوست اپنے اندر ملاحظہ فرمالیجئے
کہ اگر باپ نہ ہوتا اور بیٹا نہ دیکھا جاتا تو یہ الفاظ بھی نہ سُنے جاتے پس اب سب کو بھولجاؤ
تاکہ توحید کے مکتب میں ادیب عشق سے تعلیم حاصل کرو۔ اور انا سے راجعون کی طرف

لہ وہی پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور پوشیدہ ہے ۱۲ سہ آیۂ انا للہ و انا الیہ راجعون کیطرف
اشارہ ہے یعنے اپنی ہستی سے خدا کی طرف جائے ۱۲

ای دست من در خود ملاحظه فرما که اگرچه برلی شدی و پسر ندیده بودے این الفاظ ہم نشنیده بودی پس حال ہمہ فراموش کن تا در مصطبۂ توحید نرد ادب عشق بیاموزی و از انا براجعون رجعت کنی و از باطن مجازی بمقام حقیقی خود واصل کردنے و در ظل شجرۂ دانش ساکن شوی ای عزیز نفس را فقیر نما تا در عرصۂ بلند غنا دارد شوی و جسد را ذلیل کن تا از شریعۂ عزت بپاشامی و بجمیع معانی اشعار که سوال فرمودی برسی پس معلوم شد که این مراتب بستہ بسیر سالک است و در ہر مدینہ عالمی ببیند و در ہر وادی چشمۂ رسد و در ہر صحرا نغمۂ شنود ولی شہباز ہوائی معنوی را شہنازہای بدیع روحانی در دل است و مرغ عراقی را آوازہای خوش حجازی در سر ولکن مستور بوده و مستور خواہد بود :: سے

رجوع کرو اور باطن مجازی سے اپنے مقام حقیقی میں واصل ہو اور وہ شجرۂ دانش کے سایہ میں سکونت پاؤ۔ اے عزیز نفس کو فقیر بنا تا کہ تونگری کے بلند مقام میں جا پہنچے جسم کو ذلیل کر تا کہ عزت کے ساتھ سرفرازی پائے اور تمام معانی اشعار کہ جن کا سوال فرمایا ہے اُن تک پہنچ جاؤ۔ اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ مراتب سالک کی سیر کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ہر شہر میں سالک ایک نیا عالم دیکھتا اور ہر وادی میں ایک چشمہ پر پہنچتا اور ہر صحرا میں ایک (خاص) نغمہ سُنتا ہے مگر ہوائے معنوی کے شہباز کی بغل میں عجیب و غریب شہنائیاں ہیں اور مرغ عراقی کے سر میں حجاز کی خوش آوازیاں مگر پوشیدہ ہیں اور پوشیدہ ہی رہیں گی سے گر بگویم عقلہا برہم زند + ور نویسم بس قلمہا بشکنند +
والسلام[1] علی من قطع هذا السفر الاعلیٰ واتبع الحق بانوار الهدیٰ سالک اس بلند اور اعلیٰ سفر کی سیڑھیاں طے کر کے شہر استغنا میں پہونچتا ہے اور اس وادی میں دیکھتا ہے کہ استغنار الٰہی کی نسیمیں روح کی طرف سے چل رہی ہیں اور فقر کے حجاب کو جلاتی ہیں۔ ویوم[2] یغنی اللہ کلاً من سعتہ کو چشم ظاہر و باطن سے غیب و شہادت

[1] اور سلام ہے اُس شخص پر جسنے اس بلند سفر کو طے کیا اور انوار ہدایت کے ساتھ حق کی پیروی کی ۱۲
[2] اور جس دن کہ خدا سب کو اپنی تونگری و کشادگی سے غنی کردیگا ۱۲

گر بگویم عقلها برہم زنند • در نویسم بس قلم ہا بشکنند • والسلام علی من قطع ھذا السفر الاعلیٰ واتبع الحق بانوار الھدیٰ • و سالک بعد از قطع معارج این سفر بلند اعلیٰ در مدینہ استغنا وارد میشود و در این وادی نسایم استغنائی الٰہی را بیند کہ از بیدائی روح می وزد و حجابہائی فقر را می سوزد و بیوم یغنی اللہ کلاً من سعتہ با چشم بحشیم ظاہر و باطن در غیب و شہادہ اشیا مشاہدہ فرماید از حزن بسرور آید و از غم بفرح راجع شود و قبض و انقباض را بہ بسط و انبساط تبدیل نماید مسافران این وادی اگر در ظاہر بر خاک ساکنند اما در باطن بر رفرف معانی جالس و از نعمتہائے بی زوال معنوی بہرہ مند و از شرابہائی لطیف روحانی مشروب زبان در تفصیل این سہ وادی عاجز است و بیان بغایت قاصر قلم در این عرصہ قدم نگذارد و مداد جز سواد

اشیاء میں مشاہدہ فرماتا ہے۔ رنج سے سرور میں آتا اور غم سے خوشی میں رجوع کرتا ہے قبض و انقباض کو بسط و انبساط کے ساتھ بدل دیتا ہے۔ اس صحرا کے رہ نورد اگرچہ بظاہر خاک نشین ہیں مگر در اصل رفرف معانی پر جلوہ فرما ہیں بے زوال نعمتوں کا رزق انکو پہنچتا ہے اور لطیف روحانی شراب پینے کے واسطے ہے۔ ان تینوں وادیوں کے تفصیلی بیان سے زبان عاجز اور بیان قاصر ہے۔ قلم اس میدان میں قدم نہیں اٹھا سکتی اور روشنائی سیاہی کے سوا کچھ پھل نہیں دیتی۔ ان مقامات میں بلبل قلب کی کچھ اور ہی نوائیں اور دوسرے ہی اسرار ہیں جن سے دل پر جوش اور روح در خروش ہے مگر یہ معانی کا معمہ دل سے دل ہی کہہ سکتا ہے اور سینہ کو سینہ ہی سونپ سکتا ہے اور عارفوں کے حال کی تشریح دل سے دل ہی کر سکتا ہے ؎ این شیوۂ قاصد نہ حد مکتوبست

لاچار میں بہت سی باتوں سے خاموشی اختیار کرتا ہوں جنکو مفصل بیان کرنے کی میرے نطق میں طاقت نہیں ہے۔ اور اگر میں اُن کو بیان بھی کروں تو بہت ہی کم بیان ہونگے +

اے رفیق جبتک معانی کے اس باغ میں نہ پہونچو گے اس وادی کی شراب

ثمر نیارد و بلبل قلبرا در این نواہائی دیگر است و اسرار دیگر کہ دل از او بجوش و روح در خروش ولکن این معمای معانی را دل بدل باید گفت و سینہ بسینہ باید سپرد شرح حال عارفان دل بدل تواند گفت این شیوہ قاصد و این نہ حد مکتوب است ؎ و اسکنت عجزا عن امور کثیرۃ ٭ بنطقی لن تحصی و لو قلت قلت ٭ ای رفیق تا بحد نقیہ این معانی نرسی از خمہ باقی این وادی نچشی و اگر چشمی از غیر چشم پوشی و از بادہ استغنا بنوشی و از ہمہ بگسلی و با دہ پیوندی و جان در رہش بازی روان رائگان برافشانی اگرچہ غیری در این مقام نیست تا چشم پوشی کان اللہ ولم یکن معہ من شیء زیرا کہ سالک در این رتبہ جمال دوسرا در ہر شیٔ بیند از نار رخسار یار بیند

باقی کو نہیں چکھ سکتے۔ غیر سے آنکھ بند کرکے بادۂ استغنا کو نوش کرلو اور سب سے ٹوٹ کر اُسکے ساتھ ملجاؤ۔ اسکے راستہ میں جان کو نثار کردو۔ اگرچہ اس مقام میں غیر نہیں ہے جس سے تم آنکھ بند کروگے کان[1] اللہ ولم یکن معہ شیٔ کیونکہ اس رتبہ کے اندر سالک دولت کا جمال ہر چیز میں دیکھتا ہے۔ جہاں دیکھتا ہے رخسار یار ہی کی چمک دیکھتا ہے۔ مجاز میں حقیقت کی رمز کو ملاحظہ اور ستر ہویت کی صفات سے مشاہدہ کرتا ہے تمام نیچے کے پردوں کو ایک آہ سے جلا کر اور حجابوں کو ایک نگاہ سے اُٹھاکر تیز نظر سے نئی کاریگری کی سیر کرتا اور نرم دل سے دقیق آثار کو سمجھتا ہے فبصرک[2] الیوم حدید اسکے شاہد مقال اور کافی احوال ہے۔ استغنا و بحث کے مراتب کی سیر سے فارغ ہوکر سالک مقام حیرت میں پہونچتا ہے اور عظمت کے دریا میں غوطہ کھاکر اسکی حیرت بڑہتی جاتی ہے۔ کبھی تو نگری کی ہیکل کو نفس نقرا اور جوہر استغنا کو محض عجز دیکھتا ہے اور کبھی جمال ذو الجلال میں محو ہوجاتا ہے اور کبھی اپنی ہستی تک سے بیزار۔ یہ حیرت کی آندھی کیا معانی کے درختوں کو جڑ سے

لہ خدا تھا اور اُسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ۱۲ ۔ ؎ پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے ۱۲

و در مجاز رمز حقیقت ملاحظہ کند و از صفات سر ہویت مشاہدہ نماید زیرا پردہ ہارا باآگاہی سوختہ و حجابہارا بنگاہی برداشتہ ببصر حدید در صنع مدید سیر نماید و بقلب رقیق آثار دقیق ادراک کند وجعلنا الیوم بصرك حديدا شاہد مقال وکافی احوال است و سالک بعد از سیر مراتب استغنائی بحث و رواوی حیرت واصل میشود و در بحرہائی عظمت غوطہ میخورد و درہر آن برحیرتش می افزاید گاہی ہیکل غبار النفس فقری مبیند جوہر استغنا را صرف عجز گاہی محو جمال ذوالجلال میشود گاہی وجود خود بیزار این صرصر حیرت چہ درختہائے معانیرا کہ از پا انداخت و چہ لقوسہارا کہ از نفس بر انداخت زیرا کہ این وادی سالک را در انقلاب آورد و لیکن این ظہورات در نظر واصل بسیار محبوب و مرغوب است

اُکھیڑ کر پھینکتی اور کیا نفوس کو نفس سے گراتی ہے کیونکہ یہ وادی سالک کو (ایک عجیب) انقلاب میں ڈالدیتا ہے مگر یہ تمام ظہورات واصل کی نگاہ میں نہایت محبوب و مرغوب ہوتے ہیں اور ہر ایک آن میں وہ ایک نیا عالم اور نئی مخلوق مشاہدہ کرتا ہے حیرت پر حیرت بڑھتی جاتی ہے۔ سلطان احدیت کی نئی نئی صنعتوں میں محو ہوجاتا ہے۔

اے برادر اگر ہم ہر ایک مخلوق میں ذکر کریں تو ہزاروں اعلیٰ درجہ کی حکمتیں اور لاکھوں علوم بدیہے سیکھ لیں۔ (دیکھ لیجئے) منجملہ مخلوقات کے ایک نیند ہے اسکے اندر کسقدر اسرار ودیعت رکھے ہیں اور کسقدر حکمتیں اس میں مخزوں ہیں اور کتنے عوالم اسکے اندر پوشیدہ ہیں۔ ملاحظہ کیجئے کہ آپ ایک مکان میں سوتے ہیں۔ سب طرف سے اُسکے دروازے بند ہیں اور پھر آپ خواب میں اپنے آپ کو ایک دور دراز شہر میں دیکھتے ہیں اور بغیر پیر کی حرکت اور بدن کی مشقت کے آپ اُس شہر میں داخل ہوجاتے ہیں اور بغیر آنکھ کی زحمت کے آپ کو دکھائی دیتا اور بغیر کان کی محنت کے سُنائی دیتا ہے اور بغیر زبان کے آپ بات کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج کی شب جو مقام آپنے خواب میں دیکھا ہے دس سال بعد

ودر هر آن عالم بدیعی وخلق جدیدی مشاهده کند وحیرت بر حیرت افزاید محو صنع جدید سلطان احدیه شود بلی ای برادر اگر در هر خلقی تفکر نمائیم صد هزار حکمت بالغه ببینیم وصد هزار علوم بدیعه بیاموزیم از جمله مخلوقات نوم است ملاحظه کن چه قدر اسرار در او ودیعه گزاشته شده است چه حکمتها در او مخزون گشته است وچه عوالم در او مستور مانده ملاحظه فرمایید که شما در بیتی میخوابید و درهای آن بیت بسته است یکمرتبه خود را در شهر بعیدی مشاهده می کنید بی حرکت رجل و تعب جسد بآن شهر داخل میشوید و بی زحمت چشم مشاهده می کنید بی محنت گوش می شنوید و بی لسان تکلم می نمائید و گاه است که آنچه امشب دیده آید ده سال بعد در عالم زمان بحسب ظاهر بعینه آنچه در خواب دیده آید می بینید حال چند حکمت است

عالم زماں میں بحسب ظاہر بعینہ وہی مقام جو خواب میں آپ نے دیکھا تھا آنکھ سے آپ دیکھ لیتے ہیں۔ اسوقت خواب کی چند حکمتوں کا بیان کیا جاتا ہے اور جو لوگ کہ اس مقام کے نہیں ہیں پورے طور سے ادراک نہیں کرتے ہیں۔ پہلی حکمت یہ ہے کہ عالم خواب کیا عالم ہے جس میں بغیر آنکھ اور کان اور ہاتھ اور پیر کے ان سب کا حکم اُسکے اندر معمول ہو جاتا ہے (یعنے ان اعضاء کے کام بغیر توسط ان اعضاء کے پورے ہوتے ہیں) دوسری حکمت یہ ہے کہ عالم ظاہر میں خواب کے اثر (یعنی تعبیر) کو آج تم نے مشاہدہ کیا ہے مگر عالم خواب میں یہ سیر تم نے دس برس پہلے دیکھ لی تھی۔ اب تم کو فکر کرکے ان دونوں عالموں اور اُن اسرار میں جو ان کے اندر ودیعت رکھے ہوئے ہیں فرق کرنا چاہیئے تاکہ تم تائیدات ربانی اور مکاشفات سبحانی سے فائز ہو اور تم عالم قدس کی طرف قدم بڑھا سکو۔ یہ نشانیاں خداوند عالم نے مخلوق میں اسیواسطے چھوڑی ہیں کہ تحقیق کرنے والے اسرار معاد کا انکار نہ کر سکیں اور جو وعدہ اُن کو دیا گیا ہے اُسکو سہل نہ سمجھیں مثلاً جیسے کہ بعض لوگوں نے عقل کے ساتھ تمسک کیا ہے اور جو کچھ اُن کی عقل میں نہیں آتا اُسکا انکار کرتے

که درایں نوم مشہود است و غیر اہل ایں وادی بیکما ہے ادراک نمی کنند اول آنکه آنچه عالم است کہ بی چشم و گوش و دست و لسان حکم ہمہ اینہا را معمول می شود و ثانی آنکه در عالم ظہور اثر خواہ را امروز مثل دیکی ولیکن ایں سیر را در عالم نوم در دہ سال قبل دیدہ حال تفکر نما فرق ایں دو عالم و اسرار مودعہ آنرا تا بتائیدات و مکاشفات سبحانی فائز شوی و بی بعالم قدس بری و ایں آیات را حضرت باری در خلق گذاشتہ تا محققین انکار اسرار معاد نکنند و آنچه وعدہ دادہ شدہ اند سہل نشمرند مثل اینکه بعضی تمسک بعقل جستہ و آنچه بعقل نیاید انکار نمایند و حال آنکه ہرگز عقول ضعیفه ہمیں مراتب مذکورہ را ادراک نکنند مگر عقل کلی ربانی ۔ عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآن محیط

ہیں کیونکہ ضعیف اور کمزور عقلیں مراتب مذکورہ بالا کا ادراک نہیں کرسکتی ہیں سوا اُس عقل کے جو کلی ربانی ہو سے عقل جزئی کے تواں گشت بر قرآں محیط + عنکبوتے کے تواند کرد سیمرغی شکار + یہ تمام عوالم وادیٔ حیرت میں سامنے آتے اور مشاہدہ ہوتے ہیں۔ سالک کو چاہیئے کہ ہر آن زیادتی کا طالب ہو کر تھک نہ جائے اور یہی بات ہے جو سید اولیں و آخریں صلے اللہ علیہ وسلم نے مراتب فکرت اور اظہار حیرت میں فرمایا ہے ربّ[1] زدنی فیك تحیرًا ۔ اسی طرح پیدائش انسان کے اتمام میں فکر کرو کیونکہ یہ تمام مراتب اور یہ جملہ عوالم اُسکے اندر پیچیدہ اور پوشیدہ ہیں سے اتحسب[2] انك جرم صغیر + وفیك انطوی العالم الاکبر + پس ہم کو ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ رتبۂ حیوانی کو ہم معدوم کردیں تاکہ انسانی معنی ہم پر ظاہر ہوں ۔ اسی طرح لقمان حکیم نے جو چشمۂ حکمت سے سیراب اور بحرِ رحمت سے مزہ چکھے ہوئے تھے اپنے بیٹے ناتان سے مقامات

[1] اے پروردگار اپنے اندر میری حیرانی زیادہ کر ۱۲

[2] کیا تو سمجھتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر عالم اکبر لپٹا ہوا ہے ۱۲

عنکبوتی کی تواند کرد سیمرغی شکار ۞ و این عوالم کل در وادی حیرت دست دہد و مشاہدہ کرد
و سالک در ہر آن زیادتی طلب نماید و کسل نشود این است کہ سید اولین و آخرین مراتب فکرت
و اظہار حیرت ۞ رب زدنی فیک تحیرا ۞ فرمودہ و ہمچنیں تفکر در تمامیت خلق انسان کن کہ ایں ہمہ
عوالم ایں ہمہ مراتب در او منطوی و مستور شدہ ۞ اتحسب انک جرم صغیر و فیک انطوی العالم
الاکبر ۞ پس جہدی باید کہ رتبۂ حیوانی معدوم کنیم تا معنے تا معنی انسانی ظاہر شود ہمچنیں لقمان کہ از
چشمۂ حکمت نوشیدہ و از بحر رحمت چشیدہ بہ پسرش ناتان بجہت اثبات مقامات حشر و موت ہمیں خواب را
دلیل آوردہ و مثل زدہ دریں مقام ذکر مینمائیم تا ذکری از بنجوان مصطفٰی توحید و پیر مراتب تعلیم و

محشر کے اثبات اور موت کے بارے میں اس خواب ہی کو حجت قرار دیا ہے اور اسی کی
مثال بیان کی ہے جسکو ہم اس مقام میں ذکر کرتے ہیں تاکہ اُس بیخانہ توحید کے جوان اور
مراتب تعلیم و تجربہ کے پیر کا ذکر اس بندۂ فانی سے باقی رہے۔ فرمایا اے فرزند
اگر تو اس بات پر قادر ہے کہ نہ سوئے تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ نہ مرے اور
اگر تو اس بات پر قادر ہو کہ سو نیکے بعد بیدار نہ ہو تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مرنیکے بعد محشور نہ ہو

اے دوست تمہارا دل جو اسرار باقیہ کا محل ہے اسکو افکار فانیہ کی جگہ
نہ بناؤ اور اپنی عمر گرانمایہ کے سرمایہ کو دنیاء فانیہ کے اشغال میں ہاتھ سے نہ کھودو
عالم قدس کو چھوڑ کر خاک سے وابستگی نہ کرو اور مقام انس کے رہنے والے ہو کر
خاکی وطن پسند نہ کرو۔ غرضکہ ان مراتب کے ذکر کی انتہا نہیں ہے اور نہ اس
بندہ کو اہل زمانہ کے صدمہ سے کچھ فرصت ہے ؎

ایں سخن ناقص بماند و بے قرار
دل ندارم بے دلم معذور دار

قلم نالہ و فریاد کرتا ہے۔ اور دل کے دریا میں خون کی موجیں اٹھتی ہیں

تجرید ازیں بندہ فانی باقی بماند فرمود ای پسر اگر قادر باشی کہ بخوابی بس قادری بر آنکہ نمیری و اگر بتوانی بعد از خواب بیدار نشوی میتوانی کہ بعد از مرگ محشور نگردی ای دوست دل کہ محل اسرار باقیہ است محل افکار فانیہ مکن و سرمایۂ عمر گرانمایہ را باشتغال دنیای فانیہ از دست مدہ از عالم قدسی بتر آب دل بند و اہل بساط انسی وطن خاکی چسند ؛ باری ذکر ایں مراتب را انتہائی نہ و ایں بندہ را از صدمۂ اہل روزگار احوالی نہ ایں سخن ناقص بماندہ و بیقرار دل ندارم بیدلم معذور دار قلم نالہ میکند و مداوے گریہ و جیحون دل خون موج میزند لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا و السلام علی من اتبع الھدیٰ و سالک بعد از ارتقای بمراتب بلند حیرت بوادی فقر حقیقی و فنای اصلی وارد

لن یصیبنا[1] الا ما کتب اللہ لنا والسلام علی من اتبع الھدیٰ ۔ حیرت کے بلند مراتب میں ترقی کرنے کے بعد سالک فقر حقیقی اور فنار اصلی کے مقام میں وارد ہوتا ہے اور یہ مرتبہ نفس سے فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہونے کا ہے اس مرتبہ میں فقر اپنی طرف سے اور تونگری مقصود کی طرف سے ہے ۔ اس مقام میں جو فقر کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ عالم خلق میں ہے سالک اس سے فقیر ہوتا ہے اور عوالم حق میں جو کچھ ہے اسکے ساتھ غنی ہوتا ہے کیونکہ جب عاشق صادق اور حبیب موافق اپنے محبوب و معشوق کی ملاقات سے سرفراز ہوتا ہی تو جمال محبوب کے پرتو اور قلب حبیب کی آتش سے ایک شعلہ نکلکر تمام پردوں اور حجابات کو جلادیتا ہے بلکہ جو کچھ کہ عاشق کے ساتھ ہے یہانتک کہ اسکا مغز و پوست بھی جل جاتا ہے اور دوست کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا ؎ چوں تجلی کرد اوصاف قدیم ؛ پس بسوزد وصف حادث را کلیم ۔ اور اس مقام میں واصل دنیا کے متعلق کل چیزوں سے پاک ہوتا ہے چنانچہ اگر واصلوں کے پاس اشیاء

[1] ہرگز نہ پہنچیگا ہمکو مگر جو کہ خدا نے ہمارے واسطے لکھا ہی اور سلام ہو اسپر جسنے ہدایت کی پیروی کی ۱۲

شود وایں رتبہ مقام فنائی از نفس و بقائی باللہ است فقر از خود وغنائی بمقصود است و دریں مقام
کہ ذکر فقری شود یعنی فقیرست از انچہ در عالم خلقت غنی است بانچہ در عوالم حق است زیرا کہ عاشق
صادق وحبیب موافق چوں بلقائی محبوب معشوق رسید از پرتو جمال محبوب آتش قلب حبیب باری
مشتعل شود و جمیع سرادقات وحجابات رابسوزاند بلکہ آنچہ با اوست حتی مغز و پوست محترق گردد وجز
دوست چیزی نماند چوں تجلی کرد اوصاف قدیم دوپس بسوزد وصف حادث را کلیم ۞ ودریں
مقام واصل مقدس ست از انچہ متعلق بدنیا است پس اگر درتر د وصلیں بحر وصال از اشیاء
محدودہ کہ متعلق بعالم فانی است یافت نشود چہ از اموال ظاہریہ باشد وچہ از تفکرات نفسیہ مانیست

محدودہ جو عالم فانی سے متعلق ہیں پائی نہ جاویں یعنے ظاہری مال و منال یا نفسانی
فکر و اندیشے اُن کے پاس نہ ہوں تو کچھ ڈر نہیں ہے (ان چیزوں کے نہونے سے
اُن کی عزت وعظمت میں کچھ فرق نہیں آتا ہے) کیونکہ مخلوق کے پاس جو کچھ ہے
وہ انہیں کی حدود میں محدود ہے اور حق کے پاس جو کچھ ہے وہ اس سے پاک ہی
اس بیان کے متعلق بہت کچھ فکر کرنا چاہئے تاکہ اسکا مطلب ظاہر ہو ۔
ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورا[1] اگر کافور کے معنی معلوم
ہوں تو مقصود حقیقی معلوم ہوجائے ۔ فقر کا یہی مقام ہے جسکی نسبت فرمایا ہے
الفقر فخری[2] ۔ فقر ظاہری اور باطنی کے بہت سے مراتب اور معانی ہیں جنکا
ذکر کرنا میں نے اس مقام کے مناسب نہیں دیکھا اسواسطے اُسکو
وقت فرصت کے حوالہ کیا ۔ دیکھا چاہئے کہ خدا کیا چاہتا ہے اور قضا کیا حکم جاری
کرتی ہے ۔ یہ وہ مقام ہے کہ ہر چیز کی کثرت سالک کے اندر ہلاک اور
نیست ہوجاتی ہے اور خورشید ذات بقا کے مشرق سے سر اپنا پردہ سے

[1] بیشک نیک لوگ ایک پیالہ سے پئیں گے جسکے اندر کافور کی آمیزش ہوگی ۱۲ [2] فقر میرا فخر ہے ۱۲

زیرا کہ آنچہ نزد خلقت محدود ست بجد و دایشاں و آنچہ نزد حقست مقدس از آں ایں بیان را بسیار فکر باید تا پایان آشکار شود + انّ الابرار یشربون من کاس کان مزاجھا کافورًا اگر معنی کافور معلوم شود مقصود حقیقی معلوم گردد ایں مقام از فقر ست کہ میفرماید + الفقر فخری + واز برای فقر باطنی وظاہری مراتبہا ومعنیہاست کہ ذکر آنرا مناسب ایں مقام ندیدم لہذا بعہدہ وقتی گذاشتم تا خدا چہ خواہد وقضا چہ امضا نماید وایں مقام است کہ کثرات کل شیٔ در سالک ہالک شود و طلعت وجہ از مشرق بقا سر از غطا بیروں آورد و معنی کلّ شیٔ ھالك الّا وجہہ مشہود گردد ای حبیب من نغمات روح را بجان و دل گوش کن و چوں بصر حفظش نما کہ ہمیشہ ایام معارف الٰہی

باہر نکلتا ہے کلّ شیٔ ھالك الّا وجہہ[1] مشاہدہ ہوتا ہے۔

میرے پیارے روح کے (دلکش) نغموں کو دل و جان سے سنو اور مثل آنکھ کے اُن کی حفاظت کرو کیونکہ معارف الٰہی کے دن ابر نیسانی کی طرح ہمیشہ قلوب انسانی کی اراضی پر نہیں برستے۔ اگرچہ فیض رساں کے فیض میں کسی قسم کی تعویق یا تعطیل نہیں ہے۔ مگر ہر ایک زمانہ اور وقت کا ایک مقرر رازق اور مقدر نعمت ہوتی ہے اور اپنے اندازہ کے ساتھ پہونچائی جاتی ہے وان[2] من شیٔ الّا عندنا خزائنہ وما ننزّلہ الّا بقدر معلوم۔ رحمت جاناں کا ابر باغ جاں کے سوا کہیں نہیں برستا۔ اور بجز موسم بہار کے یہ کرم نہیں فرماتا۔ دیگر فصلوں کو اس بڑی فصل سے کچھ حصہ نہیں ہے اور نہ اراضی جزرہ کی اس کرم میں کچھ قسمت ہے۔

بھائی صاحب ہر ایک دریا موتی نہیں رکھتا ہے اور نہ ہر ایک شاخ پھول لاتی ہے

[1] ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوا اُسکی ذات کے ۱۲ [2] اور نہیں ہے کوئی چیز مگر کہ ہمارے پاس اُسکے خزانے ہیں اور نہیں نازل کرتے ہیں ہم اُسکو مگر ایک مقدار معلوم کے ساتھ ۱۲

بمشابہ ابر نیسانی بر اراضی قلوب انسانی جاری نیست اگرچہ فیض فیاض را تعطیلے و تعویقی نہ ولکن ہر زمان و عصر ارزاقی معلوم و نعمتی مقدرست و بقدر و اندازہ افاضہ می شود وان من شیٔ الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم ؂ سحاب رحمت جاناں جز بر ریاض جاناں نبارد و در غیر بہار آں ایں کرم نفرماید فصول دیگر را ازیں فضل اکبر نصیبی نیست و اراضی جہندہ را ازیں کرم قسمتی نہ ای برادر ہر بحری تو لوند ار و ہر شاخی گل نیارد و بلبل برابر بلبل بسر اید پس بلبل بوستان معنوی بگلستان الٰہی باز نگشت و انوار صبح معانی بشمس حقیقی راجع نشد سعی کنید کہ شاید درایں گلخن فانی بوئی از گلشن باقی بشنوید و در ظل اہل ایں مدینہ جاوید بنمانید و چوں بایں رتبہ بلند اعلیٰ رسیدی و بایں درجہ عظمیٰ

نہ بلبل اسیر بسیرا کرتا ہے پس جبتک کہ بوستان معنوی کا بلبل گلستان الٰہی کو واپس نہ ہو اور صبح معانی کے انوار شمس حقیقی کی طرف رجوع نہ کریں کوشش کرو کہ شاید اس گلخن فانی میں گلشن باقی کی خوشبو آجائے اور اس شہر جاوید کے رہنے والوں کے سایہ میں سکونت اختیار کرو۔ اور جب اس مرتبہ بلند پر پہنچ جاؤ اور اس درجہ عظمیٰ سے فائز ہو تو یار کو دیکھو گے اور اغیار کو بھول جاؤ گے ؎ یار بے پردہ از در و دیوار ؂ در تجلی ہست یا اولی الابصار ؂ قطرۂ جاں سے گزر کر بحر جاناں میں واصل ہو گئے یہی تمہارا مقصود تھا جسکو تم طلب کرتے تھے انشاء اللہ تعالیٰ اس تک کامیاب ہو گے۔ اس شہر میں نور کے حجابات بھی پھٹ کر دور ہو جاتے ہیں لا لجماله[1] حجاب سوی النور ولا لوجهه نقاب الا الظهور تعجب ہے کہ یار سورج کی طرح ظاہر اور آشکار ہے اور اغیار سونے چاندی کی تلاش میں ہیں۔ ہاں وہ شدت ظہور سے پوشیدہ ہے اور کثرت پر زور سے مخفی ہے۔

[1] نہ اسکے جمال کا نور کے سوا حجاب ہے اور نہ اسکے چہرہ کی ظہور کے سوا نقاب ہے ۱۲

فائز شدی یار بینی و اغیار فراموش کنی ٭ یار بی پردہ از در و دیوار ٭ در تجلی ہست یا اولی الابصار
از قطرۂ جان گزشتی و بحر جاناں واصل شدی اینست مقصودی کہ طلب فرمودی انشاء اللہ بآں
فائز شوی و رایں مینہ حجبات نور ہم خرق شود و نائل میگردد ہلا لجمالہ حجاب سوی النور
ولا لوجہہ نقاب الا الظہور ٭ ای عجب کہ یار چوں شمس آشکار و ما اغیار در طلب زخارف و دنیا
بلی از شدت ظہور پنہاں ماندہ و از کثرت بروز مخفی گشتہ۔ حق عیاں چوں مہر رخشاں آمدہ حیف کاندر شہر
کوراں آمدہ در ایں وادی سالک مراتب وحدت وجود و شہود را طی نماید بوحدتیکہ مقدس از ہر دو مقام ست
واصل گردد و احوال بسے باین مقال بر وزبیان و جدال ہر کس دریں محفل منزل گزیدہ و یا از یں

؎ حق عیاں چوں مہر رخشاں آمدہ ٭ حیف کاندر شہر کوراں آمدہ ٭ اس صحرا میں سالک
وحدت وجود و شہود کے مراتب طے کرتا ہے اور اُس وحدت سے واصل ہوتا ہے جو ان
دونوں مقاموں سے پاک ہے اور جسکا احوال گفت گو اور بیان و جدال میں نہیں آسکتا
جو شخص اُس محفل میں جگہ پکڑتا ہے یا اُس باغ کی نسیم پاتا ہے وہ خوب جانتا ہے
کہ کیا حالت عارض ہوتی ہے۔ سالک کو لازم ہے کہ ان تمام سفروں میں بقدر طاقت
شریعت کا پابند رہے کیونکہ شریعت ہی درحقیقت طریقت کا راز اور شجر حقیقت کا
ثمر ہے اس سے منحرف نہ ہو اور تمام مراتب میں اُسکے اوامر کی فرمانبرداری
کا پابند اور اسکے مناہی سے روگردانی کی رسی کو مضبوط پکڑے رہے تا شریعت
کے پیالہ سے اسکو رزق نصیب ہو اور حقیقت کے اسرار کا واقف بنے۔ اس بندہ کے
کے بیانات میں سے جو بات سمجھ میں نہ آئے اور اُسکے باعث سے کچھ تزلزل
پیدا ہو تو اسکو دریافت کر لینا چاہئے تاکہ شبہ نہ رہے۔ او مقصود طلعت
محبوب کی طرح مقام محمود سے جلوہ گر ہو۔ یہ اسفار؎ جنکی عالم نمال

؎ سفر کی جمع ۱۲

ریاض نسیمی یافتہ میداند چہ عرض میشود و سالک باید در جمیع ایں اسفار بقدر شعری از شریعت
کہ فی الحقیقت سر طریقت و ثمرۂ شجرۂ حقیقت ست انحراف نورزد و در ہمہ مراتب بذیل طاعت
اوامر متشبت باشد و بحبل اعراض از مناہی متمسک تا از کاس شریعت مرزوق شود و بر
اسرار حقیقت واقف گردد و ہرچہ از بیانات ایں بندہ کہ مفہوم نشود و زلزلی احداث کند باید مجدد
سوال شود تا شبہ نماند و مقصود چوں طلعت محبوب از مقام محمود ظاہر گردد ایں اسفار کہ آزاد در عالم زمان
انتہائی پدید نیست سالک منقطع را گر اعانت غیبی برسد و ولی امر مدد فرماید ایں ہفت رتبہ را در ہفت
قدم طی نماید بلکہ در ہفت نفس بلکہ در یک نفس اذا شآء اللہ و اراد و ذلک من فضلہ علی من یشاء طایران ہوائی

میں انتہا ظاہر نہیں ہے سالکِ منقطع کو اگر غیبی امداد پہنچتی ہے اور کارساز مدد فرماتا ہے تو ان
ساتوں مرتبوں کو سات قدم میں طے کر لیتا ہے بلکہ سات سانس ہی میں بلکہ ایک ہی
دم میں جب خدا چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے اور یہ اسکا فضل ہے جسپر وہ کرنا
چاہے - ہوائے توحید پر اُڑنے والے اور لجۂ تجرید میں پہنچنے والے
اس مقام کو جو کہ بقا باللہ کا مقام ہے. اس شہر میں عارفوں کا انتہائی رتبہ اور عاشقو
کا آخری وقت شمار کرتے ہیں مگر اس دریاء معانی میں فنا ہونے والے کے نزدیک یہ مقام
شہر بند دل کی پہلی منزل ہے یعنی سب سے پہلے انسان کا ورود دل کے شہر میں ہوتا
ہے اور دل کے چار مرتبے مقرر ہیں۔ اگر اس بیان کے لائق لوگ پائے گئے تو
مذکور ہوگا ۵

چوں قلم در وصف ایں حالت رسید ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید والسلام

میرے پیارے اس صحراء احدیت کے ہرن کے چند کلال دبکے ہیں اور اس
باغ صمدیت کے بلبل کے چند چوزے پیچھے پڑ گئی ہیں - اور اس ہوا ء الہی کے

---

۵ یعنے وہ سالک جو سب چیزوں سے جدا ہو کر خدا ہی کی طرف متوجہ ہو گیا ہے ۱۲

توحید و واصلان لجۂ تجرید این مقام را که مقام بقا ربالله است در مدینہ منتهی رتبہ عارفانؒ منتهی وطن عاشقان شمرده اند و نزد این فانی بجز معنی این مقام اول شهر بند ولست یعنی اول درود السنان است بمدینہ قلب و قلب را چهار رتبہ مقرر است اگر اهلش یافت شدند گو آید چون قلم در وصف این حالت رسید ❊ هم قلم بشکست و هم کاغذ درید ❊ والسلام۔ ای حبیب من این غزال صحرائی احدیہ را کلامی چند دربی و این بلبل بستان صمدیہ را منقادی چند در قفا و این طائر هوائی الٰہی را غراب کین در کمین و این صید تیر عشق را صیاد حسد در عقب ای شیخ همت را از جاج کن کہ شاید این سراج را از بادهای مخالف حفظ نماید اگرچہ این سراج را امید چنان ست که در زجاجہ الٰہی

پرندتاک میں بغض کا کوا لگا ہوا ہے اور اس میدان عشق کے شکار کے پیچھے حسد کا شکاری پڑگیا ہے۔ اے شیخ ہمت پر شیشہ رکھو تاکہ یہ چراغ بادہائے مخالف سے محفوظ رہے۔ اگرچہ اس چراغ کی نسبت ایسی امید ہے کہ یہ فانوس الٰہی میں مشتعل ہوجائیگا اور معنوی طاق میں روشن ہوگا کیونکہ جو گردن عشق الٰہی کے ساتھ بلند ہوئی۔ ضرور وہ تلوار کے ساتھ گری اور جو سر کہ محبت میں اونچا ہوا ضرور ہوا پر اڑا اور جو دل کہ محبوب کے ذکر سے پیوست ہوا البتہ خون سے پر ہوگیا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ وعش خالیا فالحبُّ راحتہ عناءٌ فاولّہ سقمٌ و آخرہٗ قتل ❊ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔ عجیب وغریب نکرسی (?) مشہور پرندے کے متعلق جسکو فارسی میں کنجشک اور اردو میں چڑیا کہتے ہیں جو کچھ ذکر فرمایا ہے اُس سے معلوم اور محقق ہوتا ہے کہ گویا اسرار معانی سے واقف ہوگئے ہیں مگر یہ بات ضروری ہے کہ ہر ایک حرف کا ہر ایک عالم میں اُسکی اقتضا کے

لہ محبت سے خالی ہو کر زندگی بسر کر کیونکہ محبت کی راحت بھی مشقت ہے، ابتدا میں تو اسکی بیماری اور آخر میں قتل ہے ۱۲

مشتعل گردد و در مشکوٰۃ معنوی برافروز و زیرا گردی کہ بعشق الٰہی بلند شد البتہ بشمشیر افتد و سرکہ بجب ار فراخت البتہ
بیادرود و قلبیکہ بذکر محبوب بپیچید البتہ پرخون گرد و نعم ما قال ✤ و عشق خالیا فالحب راحتہ عناء فاوّلہ سقم و آخرہ
قتل ✤ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ✤ آنچہ از بدائع فکر در معنی طیر معروف کہ بفارسی گنجشک مینامند ذکر
فرمودند معلوم و محقق شد گو یا بر اسرار معانی واقف شدہ اند و لکن ہر حرفی را در عالمی باقتضائی آں مقصودی
مقرر است بلی سالکین از ہر اسمی رمزی و از ہر حرفی سری ادراک می نمایند و ایں حروفات در مقامی اشارہ بتقدیسات است
ک - ای کف نفسک عما یشتھیہ ھواک ثم اقبل الیٰ مولاک ✤ ن - تنزہ نفسک عما سواہ لتفدیٰ بروحک فی ھواہ ✤
ج - جانب جناب الحق ان بقی فیک من صفات الخلق ✤ ش - اشکر ربک فی ارضہ لیشکرک فی سمائہ وان کانت

موافق ایک مقرر مقصود ہے - ہاں سالک ہر ایک نام سے ایک رمز اور ہر ایک حرف سے ایک راز معلوم کر لیتے ہیں - یہ حروف ایک مقام میں تقدیس کی طرف اشارہ ہیں

ک سے کف کی طرف اشارہ ہے یعنے اپنے نفس کو اُن باتوں سے روک جن کو تیری خواہش چاہتی ہے - اور پھر اپنے مولا کی طرف متوجہ ہو جا ✤

ن سے نزہت کی طرف یعنے اپنے نفس کو ماسویٰ اللہ سے پاک کر تاکہ اپنی روح اُس کے عشق میں قربان کرے ✤

ج سے جنب کی طرف یعنے اگر تیرے اندر (ہنوز) مخلوقات کی صفات باقی ہیں پس تو حق کی جانب اختیار کر ✤

ش سے شکر کی طرف یعنے اپنے پروردگار کا اُس کی زمین میں شکر کر تاکہ وہ اپنے آسمان میں تیرا شکر کرے ✤

ک سے یہ اشارہ ہے کہ تو اپنے اوپر سے محدود پردوں کو ہٹا دے تاکہ وہ قدسی مقامات تجھکو معلوم ہوں جنکو تو پہلے نہ جانتا تھا - اور اگر تو اس فنا ہونے والی چڑیا کے نغمہ سُنے تو ہمیشہ باقی رہنے والے پیالے طلب کر - فنا اور زائل

السمار فی عالم الاحدیۃ بنفس ارضہ ۔ گ کوزعنک الحجبات المحدودۃ لتعرف لاعرفۃ من المقامات القدسیۃ اتاک لو تسمع
نغمات ہذہ الطیر الغانیۃ تتطلب من الکوس الباقیۃ الدائمۃ وترک الکوب الفانیۃ الزائلۃ والسلام علی من اتبع الھدی ونیز فیح
مذکوراز قلم نیز آفاق دراتم عراق الرفع حجبات ضمیہ درمراتب سلوک الی اللہ و بہ تبیر مقامات چہار کانہ اشراق یافتہ

ہوالعزیز المحبوب

این ضیاء الحق حسام الدین زاد ۔ کہ فلک در کاں چہ تو شاہے نزاد ۔ نمیدانم چرا یکمرتبہ رشتہ محبت را
گسیختید و عہد محکم مودت را شکستید مگر خدا نگردہ قصوری در ارادت بہم رسید یا فتوری در خلوص نیت
پیدا گشت کہ از نظر محو شدم وسوا آمدم ۔ چہ مخالفت بدیدی کہ ملاطفت بریدی ۔ مگر آنکہ ما ضعیفم و تو احتشام داری

ہونے والے کوزوں کو چھوڑ دے ۔ اور سلام ہو اسپر جسنے ہدایت کی پیروی کی ۔

ہوالعزیز المحبوب

اے ضیاء الحق حسام الدین زاد — کہ فلک در کاں چہ تو شاہے نزاد

میں نہیں جانتا کہ کیوں تم نے یکبارگی رشتۂ محبت کو توڑ ڈالا اور دوستی کے مضبوط عہد کو شکستہ کردیا کیا خدانخواستہ ارادت میں کچھ قصور واقع ہوا یا خلوص نیت میں کچھ فتور پیدا ہوگیا کہ میری طرف سے نگاہ ہٹ گئی اور مجھکو بھول گئے ؎ چہ مخالفت بدیدی کہ ملاطفت بریدی ۔ مگر آنکہ ما ضعیفم و تو احتشام داری ۔ اور یا ایک ہی تیر میں کارزار سے پھر گئے شاید تم نے یہ نہیں سُنا کہ استقامت راستہ کی شرط اور بارگاہ میں پہنچانے کی رہبر ہے[1] ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکۃ اور دوسری جگہ فرماتا ہے[2] فاستقم کما امرت اسواسطے وصول الی اللہ

---

[1] بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس بات پر قائم ہوگئے ۔ اُنپر فرشتے نازل ہوتے ہیں ۱۲ [2] پس قائم ہو جاؤ جیسا کہ تم کو حکم کیا گیا ہے ۱۲

یا بیک تیر از کارزار برکشی گر نشنیده آید استقامت شرط راه است دلیل در دوبار کاہ ان الذین قالوا
ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملائکہ و دیگر میفرماید فاستقم کما امرت لھذا مستقربی
بساط وصول را ایں سلوک لازم و واجب است ✤ من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم ✤ تو خواہ از سخنم
پند گیر د خواہ ملال۔ اگرچہ زیارت جواب نامہ نموده ذکر ارادت نزد عقلا خطا و بیجا است ولکن محبت بدیع
ذکر و قواعد قویم را منسوخ نموده معدوم کرد ✤ قصہ لیلی مخواں غصہ مجنوں ✤ عشق تو منسوخ کرد
ذکر اوائل ✤ نام تو میرفت عاشقاں بشنیدند ✤ ہر دو برقص آمدند سامع و قائل ✤ فی حکمۃ الالٰھیہ
وتنبیہ الربانیۃ ✤ من سر ہر ماه سہ روز اے صنم ✤ بیگماں بایدکہ دیوانہ شوم ✤ ہاں کہ امروز اول سہ روزہ است

کے بستر پر قرار پکڑنے والوں کے واسطے یہ سلوک لازم و واجب ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر د خواہ ملال

اگرچہ بغیر دیدار جواب نامہ کے ارادت کا ذکر کرنا خطا اور سراسر بیجا ہے مگر اس عجیب و غریب محبت نے ذکر اور قواعد قویم کو منسوخ اور معدوم کر دیا ؎

قصہ لیلی مخواں و قصہ مجنوں — عشق تو منسوخ کرد ذکر اوائل
نام تو میرفت عاشقاں بشنیدند — ہر دو برقص آمدند سامع و قائل

حکمتِ الٰہیہ اور تنبیہ ربانیہ کے متعلق

من سر ہر ماه سہ روز اے صنم — بیگماں باید کہ دیوانہ شوم
ہاں کہ امروز اول سہ روزہ است — روز فیروز ست نہ فیروزه است

میں نے سنا ہے کہ آپ نے بحث و مباحثہ اور تدریس و تعلیم کے واسطے تبریز یا طفلس کی طرف حرکت فرمائی ہے اور یا ترقی مدارج کے واسطے سنبوج تشریف لے گئے ہیں۔ میرے سردار آسمانہائے سلوک پر چڑھنے والوں کے

روز فیروزست فیروز ہست ٭ شنیدم برائے تحیت تدریس تبریز تقلیس حرکت فرمودہ آید و یا برای عروج معارج تشریف بردہ آید ٭ التسدین متقیما علان سموات سلوک و چہار طائفہ بیش نیستند مختصری ذکر میشود کہ دراں خدمت معلوم و مبرہن گردد کہ ہر طائفہ را چہ علامت ست آ و چہ مرتبت اول اگر سالکان از طالبان کعبۂ مقصودند ایں رتبہ متعلق نفس است ولکن نفس اللہ القائمة فیه بالسنین مراد است و درایں مقام نفس محجوب ست نہ مردود و مقبول نہ مقہور اگرچہ در اول ایں رتبہ محل جدال است ولیکن آخر آن جلوس بر عرش جلال چنانچہ میفرماید ٭ ای خلیل وقت و ابراہیم دہش ٭ ایں چہار اطیار زہر انرا بکش ٭ تا بعد از ممات سر حیات ظاہر شود و ایں مقام نفس مرضیہ است کہ میفرماید ٭ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ٭

چار گروہ سے زیادہ نہیں ہیں جنکا مختصر ذکر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو معلوم اور روشن ہو کہ ہر ایک گروہ کی کیا علامت ہے اور کیا مرتبہ ہے اول اگر سالک کعبۂ مقصود کے طالب ہیں تو یہ رتبہ نفس سے متعلق ہے مگر اس نفس سے وہ نفس مراد ہے جو اس میں تمام طریقوں کے ساتھ قائم ہو اور اس مقام میں نفس محجوب ہے نہ مردود اور مقبول ہے نہ مقہور۔ اگرچہ اس رتبہ کی ابتدا میں جنگ وجدل درپیش آتی ہے مگر آخر میں جلال کے تخت پر جلوس ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں سہ اے خلیل وقت و ابراہیم ہش ٭ ایں چہار اطیار رہزناں را بکش ٭ تاکہ مرنے کے بعد زندگانی کا راز ظاہر ہو۔ یہ مقام نفس مرضیہ۔ فادخلی[1] فی عبادی وادخلی جنتی۔ اس مقام کی بہت سی اشارتیں اور بے شمار دلالتیں ہیں یہی بات ہے کہ فرمایا ہے سنریهم[2] ایاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق لا اله الا هو۔ اس

[1] پس شامل ہو جا تو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں ۱۲

[2] عنقریب دکھائینگے ہم اُنکو اپنی نشانیاں عالم میں اور (خود) اُنکے نفسوں کے اندر یہاں تک کہ اُن کو یہ بات روشن ہو جائے گی کہ بیشک وہی (ذات پاک) حق ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ ۱۲

این مقام را اشارات بسیار است و دلالات بیشمار است که میفرماید سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم حتی یتبین لهم انه الحق لا اله الا هو پس معلوم میشود که کتاب تفسیر را باید مطالعہ نمود نہ رسالہ نحو را چنانچہ میفرماید اقرأ کتابک وکفی بنفسک الیوم حسیبا حکایت ہٗ آوردہ اند کہ عارف الٰہی با عالم نحوی ہمراہ شدند وہمراز گشتند تا رسیدند بشاطی بحر العظیم عارف بی تامل توسل فرمودہ وبر آب راند وعالم نحوی چوں نقش بر آب محو گشتہ مبہوت ماندہ بانگ زد عارف کہ چوں عنان پیچیدی گفت ای برادر چہ کنم چوں پای رفتم نیست سر نہادن اولیٰ بود گفت آنچہ از سیبویہ وقواعدیہ اخذ نمودہ واز مطالب ابن حاجب وابن مالک عمل فرمودہ بریزہ از آب بگذرد ۔ محو میباید نہ نحو اینجا بداں ۔ گر تو محوی بے خطر بر آب راں ۔

تقریب سے معلوم ہو گیا کہ نفس کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے نہ نحو کے رسالہ کا چنانچہ فرماتا ہے اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا[۱]

حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عارف الٰہی نحوی عالم کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ہمراز ہوئے یہانتک کہ دونوں ایک دریائے عظیم کے کنارہ پر پہنچے عارف نے بے تامل دریا کو طے کرنا شروع کیا۔ نحوی بیچارہ نقش بر آب کی طرح محو ہو کر حیران رہ گئے اور اُلٹے پھرے۔ عارف نے آواز دی کہ اُلٹے کیوں پھرتے ہو ۔ کہا بھائی پھر کیا کروں ۔ پیر رکھنے کی جگہ نہیں تو سر رکھنا بہتر ہے ۔ عارف نے کہا سیبویہ اور قولویہ سے جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے اور ابن حاجب اور ابن مالک کے جو کچھ مطالب تم نے یاد کئے ہیں سب کو دور کر کے پانی پر چلے آؤ ؎

محو میباید نہ نحو اینجا بداں ۔ گر تو محوی بے خطر بر آب راں

اور دوسرے فرماتا ہے[۲] لا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون

---

[۱] پڑھ اپنی کتاب آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو کافی ہے ۱۲ [۲] تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جو خدا کو بھول گئے پس خدا نے خود اُنہی کو اُن کے تئیں بھلا دیا ۔ وہی لوگ فاسق ہیں ۱۲

ودیگر میفرماید لا تکونوا کالذین نسوا الله فانساهم انفسهم اولئک هم الفاسقون واگر سالکان نساکنان حجرہ محمود اند این مقام راجع بعقل میشود که اورا پیغمبر مینامند و رکن اعظم دانند لیکن عقل کلی ربانی مقصود است که در این تبہ تربیت امکان واکوان بسلطنت اوست نہ ہر عقل ناقص بمعنی چنانچہ حکیم سنائی می گوید ؛ عقل جزئی کی تواند گشت بر قرآن محیط ؛ عنکبوتی کی تواند کرد سیمرغی شکار ؛ عقل اگر خواہی کہ تا در غفلت نفکند ؛ گوش گیرش در دبیرستان الرحمٰن درار ؛ در این مقام تلاطم بسیار است تلاطم بیشمار گاہی سالک را متصاعد مینماید و گاہی متنازل این است کہ می فرماید مرۃ تجذبنی الی عرش العماء ومرۃ تصلکنی بناء الاعماء ؛ چنانچہ سر مکنونہ از آیۂ مبارک کہف

اور اگر سالک حجرۂ محمود کے رہنے والے ہیں تب یہ مقام عقل کی طرف رجوع کرتا ہے جسکو پیغمبر کہتے ہیں اور رکن اعظم جانتے ہیں مگر اس عقل سے عقل کلی ربانی مقصود ہے کہ اس تربیت امکان و اکوان کے رتبہ میں اُسی کی سلطنت ہے نہ ہر ایک ناقص اور بے معنی عقل کی جیسا کہ حکیم سنائی فرماتے ہیں ؎

عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآں محیط ‏ عنکبوتے کے تواند کرد سیمرغے شکار
عقل اگر خواہی کہ در غفلت نفگند ‏ گوش گیرش در دبیرستان الرحمٰن درآر

اس مقام میں تلاطم و امواج بہت ہیں کبھی سالک کو اوپر چڑھا دیتی ہیں اور کبھی نیچے اُتارتی ہیں فرماتے ہیں کہ مرۃ[1] تجذبنی الی عرش العماء ومرۃ تصلکنی بناء الاعماء چنانچہ اس مقام میں بہت سے پوشیدہ اسرار آیۂ کہف سے معلوم ہوتے ہیں کہ فرمایا ہے وتری[2] الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفہم ذات الیمین واذا غربت تقرضہم ذات الشمال وہم فی فجوۃ منہ ذلک من آیات اللہ من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا - اگر کوئی شخص اس ایک

[1] کبھی تو آپ مجھکو ابر کے دبلند یا تخت کی طرف کھینچ لیتے ہیں اور کبھی آپ مجھکو آتش گمراہی کے ساتھ ہلاک کرتے ہیں ۱۲

[2] اور تم سورج کو دیکھتے ہو کہ انکے غار سے دائیں طرف بچا ہوا رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے تو اُن سے بائیں طرف کترا جاتا ہے اور وہ اس میں سے کشادہ جگہ میں ہیں۔ یہ خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جسکو خدا ہدایت کردیں وہی ہدایت والا ہے اور جسکو گمراہ کرے پس تم ہرگز اسکے واسطے کوئی ہدایت کرنیوالا دوست نہ پاؤگے ۱۲

ودرایں مقام معلوم می شود کہ میفرماید: وتری الشمس اذا طلعت تزاور عن کھفھم ذات الیمین واذا غربت تقرضھم ذات الشمال وھم فی فجوۃ منہ ذلک من آیات اللہ من یھدی اللہ فھو المھتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا اگرکسی اشارات ہمیں یک آیہ را اطلاع شود اورا کافی است این است کہ در وصف ایں رجال فرماید: رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ ایں مقام میزان است وپایان امتحان ودرایں مرتبہ ہم استفادہ ضرور ندارد ودر تعلیم سالکین ایں لجہ میفرماید اتقوا اللہ یعلمکم اللہ وہمچنیں میفرماید: العلم نور یقذفہ اللہ علی قلب من یشاء پس بایستی محل را آمادہ نمودہ مستعد نزول عنایت شد تا کہ ساقی کفایت خمر مکرمت از زجاجہ رحمت بنوشاند

ہی آیت کے اشارات سے آگاہ ہو جائے تو بس یہ اسکو کافی ہے۔ یہی بات ہے جو ان لوگوں کی تعریف میں فرمایا ہے رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ یہ مقام میزان اور پورے امتحان کا ہے اور اس مرتبہ میں استفادہ بھی نقصان نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ اس مقام کے رہرووں کی تعلیم کے متعلق فرماتا ہے کہ اتقوا اللہ[1] یعلمکم اللہ اور اسی طرح فرمایا ہے کہ العلم[2] نور یقذفہ اللہ علی قلب من یشاء پس لازم ہے کہ جگہ کو تیار کرکے عنایت الہی کے نزول کیواسطے مستعد ہو جائے تا کفایت کا ساقی مکرمت (بزرگی) کی شراب رحمت کے شیشہ سے پلائے الا[3] ان بذلک فلیتنافس المتنافسون اور میں اسوقت کہتا ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اگر عاشق لوگ بیت مجذوب کے معتکف ہیں۔ تب اس سلطنت کے تخت پر طلعت عشق کے سوا دوسرا جلوس نہیں کرسکتا ہے۔ میں پورے طور سے اس مقام کی تشریح وتوصیف بیان نہیں کرسکتا ہوں سے

[1] خدا سے تقوی کرو خدا تم کو تعلیم فرماتا ہے ۱۲ [2] علم ایک نور ہے کہ اسکو خدا جسکے دل پر چاہتا ہے ڈالتا ہے ۱۲ [3] بیشک اے لوگو اسی کے ساتھ چاہیئے کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں ۱۲

الا ان بذلك فليتنا فنر لمتنا فسون وحينئذ اقول انا لله واليه راجعون۔ واگر عاشقان از عالفان بیت مخد وبندایں سریر سلطنت را جز طلعت عشق جالس نتواند شد ایں مقام را شرح نتوانم و وصف ندانم ؎ باد و عالم عشق را بیگانگی ؎ واندرو ہفتاد و دو دیوانگی ؎ مطرب عشق ایں زند وقت سماع ؎ بندہ کی بند و خداوندی صداع ؎ ایں رتبہ صرف محبت میطلبید و زلال مودت میجوید و در وصف ایں اصحاب میفرماید ؎ الذین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ایں مقام نہ سلطنت عقل را کفایت می نماید و نہ حکومت نفس را چنانچہ یکی از انبیاء اللہ عرض نمود الٰہی کیف الوصول الیك قال الحق نفسك ثم تعال ایشاں تو ی ہستند کہ صف نعال را با صدر جلال

باد و عالم عشق را بیگانگی ‏ ‏ ‏ ‏ واندرو ہفتاد و دو دیوانگی

مطرب عشق ایں زند وقت سماع ‏ ‏ ‏ ‏ بندہ کے بند و خداوندی صداع

یہ مرتبہ صرف محبت چاہتا ہے اور دوستی کے آب زلال کی تلاش کرتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں فرمایا ہے۔ الذین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون۔ یہ مقام نہ عقل کی سلطنت کو کفایت کرتا ہے اور نہ نفس کی حکومت کو چنانچہ انبیاء اللہ میں سے ایک نبی نے عرض کیا کہ خداوندا تیری طرف کیونکر پہنچا جائے فرمایا اپنے نفس کو (نیچے) ڈال پھر (اُسکے اوپر سے) چڑھ آ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جوتیوں کی صف میں بیٹھنا اور صدر نشینی کو برابر سمجھتے ہیں اور ایوان جمال کو راہ محبوب میں میدان جدال کے ساتھ ایک شمار کرتے ہیں۔ اس حجرہ کے گوشہ نشیں کچھ مطلب نہیں رکھتے اور گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں۔ دوست کی ذات کے سوا دوست سے اور کچھ نہیں چاہتے۔ کل الف فا کو مہمل جانتے ہیں۔ اور تمام مہملات ان کے ہاں مستعمل ہیں سر اور پیر میں کچھ پہچان نہیں رکھتے اور نہ ہاتھ پیر میں کچھ فرق سمجھتے ہیں۔ شراب کو نفس آب کہتے ہیں اور جانے کو آنا بتاتے ہیں۔ یہی بات ہے جو کہتے ہیں کہ ؎

یک دانند و ایوانِ جمال را با میدان جدال در سبیل محبوب یک شمرند و مشکلین این بیت مطلب ندانند و مرکب بر انند جز نفس دوست از دوست ہیچ نہ بینند کل الفاظ را مہمل دانند و جمیع مہملات را مستعمل دارند سر از پا نشناسند و دست از پا فرق ننمایند سر آب را نفس آب گویند و ذہاب راستہ یاب خوانیدہ نیست کہ میگویند + وصفی ز حسن روئی تو در خانقہ فتاد + صوفی طریق خانہ خمار بر گرفت + عشقت بنائی صبر بکلی خراب کرد + جورت در امید بیکبار بر گرفت + درین مقام تعلیم و تعلم البتہ عاطل ماند و باطل گردد + عاشقاں راشد مدرس حسن دوست + دفتر و درس سبقشان روی اوست + درشان آشوب و شور و ولولہ + فی زیادات باب سلسلہ +

وصفے ز حسن روئے تو در خانقہ فتاد ۔ صوفی طریق خانہ خمار بر گرفت
عشقت بنائے صبر بکلی خراب کرد ۔ جورت در امید بیکبار بر گرفت

اس مقام میں تعلیم و تعلم بالکل باطل اور معطل ہوجاتی ہے ؎

عاشقاں راشد مدرس حسن دوست ۔ دفتر و درس و سبقشاں روئے اوست
درس شاں آشوب و شور و ولولہ ۔ نے زیادات است باب و سلسلہ
سلسلہ ایں قوم جعد مشکبار ۔ مسئلہ دور است اما دو یار

خداوند تبارک و تعالیٰ سے مناجات میں فرماتے ہیں ؎

اے خدا اے لطف تو حاجت روا ۔ با تو یاد ہیچکس نبود روا
ذرۂ علمے کہ در جان من است ۔ وارہانش از ہوا و خاک پست
قطرۂ دانش کہ بخشیدی ز پیش ۔ متصل گردان بہ دریاے خویش

اور اس وقت میں کہتا ہوں کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ المہیمن القیوم ۔
اور اگر عارف واصلانِ طلعت محبوب سے ہیں تو یہ مقام عرش فؤاد اور ستر شان ہے اور یہی اس رمز کی جگہ ہے کہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جو ارادہ فرماتا ہی

سلسلہ ایں قوم جعد مشکبار ؂ مسئلہ دور است اما و در یار ؂ فی المناجات اللہ تبارک و تعالیٰ
الٰہی خدا ای لطف تو حاجت روا با تو یاد ہیچکس نبود روا ؂ ذرۂ علمی کہ درجانِ من است وار ہانش
از ہوا و خاک پست ؂ قطرہ دانش کہ بخشیدی زپیش ؂ متصل گرداں بدریا ہای خویش ؂
اذاً اقول لاحول ولا قوۃ الا باللہ المہیمن القیوم ؂ واگر عارفان از واصلان طلعت محبوبند
اینمقام عرش فواد است و سر رشاد ایں محل رمز نفل بالشاد یحکم ما یرید است کہ اگر کل من فی
السموات والارض الایوم ینفخ فی الصور شرح ایں مدینہ شریف و سر لطیف را فرمایند البتہ از
عہدہ حرفی بر نیایند و احصا نتوانند زیرا کہ اینمقام قدر است سر مقدر اینست کہ شوال نمود از ایں مسئلہ

وہ حکم کرتا ہے اگر تمام آسمان و زمین کی مخلوقات قیامت تک اس شریف رمز اور لطیف راز
کی تشریح کریں تو اسکا ایک حرف بھی بیان نہیں کرسکتے ہیں مفصل بیان کرنا تو شئے دیگر ہے
کیونکہ یہ مقام قدر ہے اور مقدر کا راز یہ ہے کہ اس مسئلہ سے سوال کیا فرمایا بحرٌ ذخارٌ[1] لا تلجہ
ابداً پھر سوال فرمایا لیلٌ[2] وامسیٰ لا تسلکہ جو شخص اس رتبہ کا ادراک کرتا ہے ضرور اسکو
پوشیدہ رکھتا ہے اور اگر کچھ بھی اسکو ظاہر کرتا ہے . . . .
. . . . . . تو ضرور اُسکا سر دار پہ بلند ہوتا ہے مگر باوجود اسکے خدا کی قسم کہ جو طالب
دیدار سے مشرف ہوتا ہے ضرور یہ ذکر اُس سے ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ فرمایا ہے الحبّ[3]
شرفٌ لم یکن فی قلب الخائف الراھب وانّ السالک الی اللہ فی المنھج البیضاء والرکن
الحمراء لن یصل الی مقام وطنہ الا بکف الصفراء عمّا فی ایدی الناس ومن لم یخف اللہ
اخافہ اللہ من کل شیٔ ومن خاف اللہ یخاف منہ کل شیٔ ؂

[1] ایک ناپیدا کنار سمندر ہے تو کبھی اسکو طے نہیں کرسکتا ۱۲ [2] اندھیری رات ہے تو اسمیں چل نہیں سکتا ۱۲ [3] محبت
ایک شرافت ہے جو خوف زدہ ڈرپوک کے دل میں نہیں ہوتی اور یقیناً خدا کی طرف راستہ چلنے والا روشن راستے اور سرخ
رکن میں ہے اپنے وطن کے مقام میں نہیں پہنچ سکتا ہے مگر اُن چیزوں سے خالی ہاتھ جو لوگوں کے پاس ہیں اور جو خدا
سے نہیں ڈرتا خدا اسکو ہر ایک چیز سے ڈراتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے تمام چیزیں خوف کرتی ہیں ۱۲

فرمودند ۔ بجز ذخائر احتیاج ابداً باز سوال فرمودند فرمودند دلیل و امر السلک و ہر کس
اور اک ایں رتبہ نمود البتہ ستر نماید و اگر شمی اظہار دارد و یا ابراز نماید البتہ ستر او بردار مرتفع خواہد شد
با وجود ایں مستم بخدا کہ اگر طالب مشہود می گشت مذکور می آمد زیرا کہ میفرماید ۔ الحب شرٌ کمون یکمن فی
قلب الخائف الراھب وان السالك الی الله فی منھج البیضاء والرکن الحمراء لن یصل الی مقام وطنه الا یکف
الصفراء عما فی ایدی الناس ومن لم یخف الله اخافه الله من کل شیٔ ومن خاف الله یخافه من کل شیٔ
پارسی گو گرچہ تازی خوشتر است ۔ عشق را خود صد زبان دیگر است ۔ چہ ملیح است ایں فرد درایں مقام ۔
گر در عطا بخشد اینک صدفش دلہا ۔ ور تیر بلا آید اینک ہدفش جانہا ۔ و اگر مخالف حکم کتاب

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست — عشق را خود صد زبان دیگر ست

چہ ملیح است ایں فرد درایں مقام

اگر بخشش کے موتی عنایت کرے تو اسوقت اُنکے صدف دل ہیں اور اگر بلائے تیر آئیں تو اُن کا نشانہ جانیں ہیں۔ اگر حکم کتاب کے مخالف نہوتا تو میں اپنے قاتل کو اپنے مال میں سے حصہ دیکر وارث بنا دیتا اور اُسکا احسان مند ہوکر اُسکے ہاتھوں کو آنکھوں سے لگاتا مگر کیا کروں کہ نہ تو مال رکھتا ہوں اور نہ سلطان قضا نے ادیبا نہ حکم جاری فرمایا حینئذٍ[1] اجد رائحة المسك من قمص البہاء عن یوسف البہاء وانی وجدتها قریبًا ان انتم تجدونه بعیدا ؎

بوئے جانی سوئے جانم میرسد — بوئے یار مہربانم میرسد

از برائے حق صحبت سالہا — باز گو حالے ازاں خوش حالہا

تا زمین و آسماں خنداں شود — عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود

[1] میں اسوقت مشک کی خوشبو روشن یوسف کے کرتہ سے پاتا ہوں اور میں اُسکو قریب پاتا ہوں اگرچہ تم اُسکو دور پاتے ہو ۱۲ ۔

نبی بود؛ البتہ قاتل خود را از مال خود قیمت میدادم وارث می بخشیدم و منتش می بردم و دستش برچشم میمالیدم ولیکن چہ کنم نہ مال دارم نہ سلطان قضا چنیں امضار فرموده حینئذٍ اجد رائحة المسک من قمیص الهاء عن یوسف البهاء کانی وجد بها قریبا انتم تجدونها بعید؛ بوی جانی سوے جانم میرسد؛ بوی یار مهربانم میرسد؛ از برای حق صحبت سالها باز گو حالی از آں خوش حالها؛ تا زمین و آسمان خنداں شود؛ عقل و روح و دیده صد چنداں شود؛ ایں محل صحو بحث و محو بالست محبت را دریں رتبہ راہی نیست و مؤدت را مقامی چنانچہ میفرماید؛ المحبة حجابٌ بین المحبِّ المحبوب محبت دریں مقام نقص و حجاب میشود آنچہ غیر از تو است عطا میکرد و ایں ست کہ حکیم سنائی میگوید

یہ مقام صحو بحت اور محو یات کا ہے نہ محبت کا اس رتبہ میں راستہ ہے اور نہ مودت کا مقام ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ المحبّة حجابٌ بین المحبّ والمحبوب یہ وہ مقام ہے کہ پیرہن بھی اسمیں حجاب ہوتا ہے اور اُسکے سوا جو کچھ ہے پردہ بن جاتا ہے حکیم سنائی کہتے ہیں ؎

سوے آں دلبر نپوید ہیچ دل با آرزو با چناں گلرخ نخسپد ہیچ تن با پیرہن

کیونکہ یہ عالم امر ہے مخلوق کے اشارات سے بالکل منزہ اس مقام کے لوگ بساط نشاط پہ نہایت خوشی و انبساط کے ساتھ اُلوہیت (خدائی) کرتے اور ربوبیت فرماتے ہیں اور عدل کے غالیچوں پہ متمکن ہوکر حکم چلاتے ہیں۔ اور ہر ایک حقدار کو اُسکے قدر و اندازہ کے موافق بخشش فرماتے ہیں۔ اس پیالہ کے مے نوش عزت کے قبوں میں عرش قدم پہ ساکن اور خیمہاے رفعت میں کرسی عظمت پہ جلوس فرما ہیں الذین لا یرون فیها شمسًا ولا زمهریرًا - اس رتبہ میں بلند آسمانوں کو

۱؎ محبت ایک پردہ ہے محب اور محبوب کے درمیان میں ۱۲

۲؎ وہ لوگ جو اُس میں نہ گرمی دیکھتے ہیں نہ سردی ۱۲

سوئی آن دلبر نبوید ہیچ دل باآرزو ÷ باچناں گلرخ نخسپد ہیچ تن با پیرہن ÷ زیراکہ این عالم
امراست و منزہ از اشارات خلق رجال این بیت بربساط نشاط باکمال فرح و انبساط
الوہیت بینمایند و ربوبیت میفرمایند و بر نمارق عدل متمکن شدہ اند و حکم میرانند و ہر ذی
حقی را بقدر و اندازہ میفرمایند و شاربان این کاس در قباب عزت فوق عرش قدم ساکنند و در
خیام رفعت برکرسی عظمت جالس الذین لایرون فیھا شمسا و لا زمھریرا در این رتبہ سموات
علی بارض او فی الارض تعارض ندارد و تفاوت بجوید زیراکہ مقام الطاف است نہ بیان اضداد
اگرچہ در ہر آن در شان بدیع جلوہ نمایند یک شان پیش نیست این است کہ در این مقام میفرماید

پست زمینوں کے ساتھ کچھ تعارض نہیں اور نہ وہ فرق ڈھونڈتے ہیں کیونکہ یہ مقام الطاف
ہے نہ بیان اضداد اگرچہ وہ ہر ایک آن میں نئی شان کے ساتھ جلوہ فرماتا ہے۔ مگر کوئی شان
پیش نہیں ہے۔ یہی بات ہے کہ اس مقام میں فرمایا ہے لا یشغلہ شان عن شان
اور دوسرے مقام میں فرماتا ہے کہ کل یوم ھو فی شان یہ اُس شخص کے
کھانے میں سے جسکا مزہ خراب نہ ہو اور نہ اُس کا رنگ متغیر ہو سکتا ہے۔ اگر
تھوڑے متوجہ ہو تو اس آیت کی تلاوت کرو وجھت وجھی للذی فطر السموات[1]
والارض حنیفا وما انا من المشرکین وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات
والارض لیکون من الموقنین۔ اسوقت تم اپنا ہاتھ جیب میں ڈال کر قوت کے ساتھ
نکالو اور تمام عالم کو نورانی دکھا دو یہ میٹھا اور ٹھنڈا پانی ساقی محبوب کے ہاتھ سے
کیسا لطیف ہے اور یہ شراب طہور طلعتِ مخمور کے ہاتھ سے کیسی رقیق ہے اور یہ سرور کا

[1] ہر روز وہ ایک نئی نرالی شان میں ہے ۱۲ [2] میں نے اپنا مُنہ یکسوئی کے ساتھ اُس ذات پاک کی طرف
متوجہ کیا ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ اور اسی طرح دکھلائے ہمنے
ابراہیم کو ملک آسمانوں اور زمین کے تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے ۱۲

لا یشغلہٗ شان عن شان و در مقام دیگر ؛ کل یوم ھو فی شان ذالک من طعام الذی لم یتسنہ طعمہٗ لن یتغیر لونہ اگر قدری میل فرمائی البتہ ایں آیہ را تلاوت میمائی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً مسلماً وما انا من المشرکین ؛ وکذالک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض لیکون من الموقنین ؛ اذا فادخل یدک فی حبیبک ثم اخرجھا بالقوۃ لتشھد ھا نوراً للعالمین ؛ چہ لطیفہ است ایں ما عذب از ید ساقی مجبور وچہ رقیق است ایں خمر طہور از دست طلعت مخمور وچہ نیکوست ایں طعام سرور از کاوس کا فو ہنیاً لمن شرب منہا وعرف لذتہا و بلغ الی مقام معرفتہا بیش ازیں گفتن مراد خوئی نیست ـ بحر را گنجائش اندر جوئی نیست ؛ زیرا کہ ستر ایں بیان در کنار عصمت مکنون است و در خزائن قدرت مخزون منزہ از جواہر بیان است و مقدس از لطائف

طعام کافوری پیالوں میں کیسا مرغوب ہی خوشگوار ہو یہ اس شخص کو جسنے اس میں سے پیا اور اسکی لذت کو پہچانا ـ اور اسکی معرفت کے مقام میں پہونچا ـ بس اس سے آگے بیان کرنا میری عادت نہیں ہے ؎

بحر را گنجائش اندر جوئے نیست ؛ کیونکہ اس بیان کا راز عصمت کے خزانوں میں پوشیدہ اور قدرت کے دفینوں میں مدفون ہے ـ بیان کے جوہر سے منزہ اور تبیان کے لطائف سے مقدس ہے ـ حیرت اس مقام میں بہت مطلوب اور فقر بحث نہایت محبوب ہے ـ یہی بات ہے جو فرماتے ہیں الفقر فخری اور دوسری جگہ ذکر فرمایا ہے کہ قبہائے عزت کے نیچے خداوند تعالیٰ کا ایک گروہ ہے جنکو اُس نے بباعث بزرگی کے فقر کی چادر میں پوشیدہ کر رکھا ہے ـ یہی لوگ ہیں جو اُس (خدا) کی آنکھ سے دیکھتے اور اُسکے کان سے سُنتے ہیں ـ جیسا کہ مشہور حدیث میں مذکور ہے اگرچہ آفاق اور انفس کی احادیث وآیات اس رتبہ میں بہت ہیں مگر یہاں صرف دو حدیثوں کے بیان پر اکتفا کی جاتی ہے تاکہ مطالعہ کرنے والوں کے واسطے نور اور مشتاقوں کے واسطے سرور پیدا ہو

تبیان حیرت دراین مقام بسیار محبوب است و فقر بحث بسیار مطلوب ہینست کہ میفرماید ؛ الفقر فخری ؛ و دیگر ذکر شدہ ؛ للہ تحت قباب العز طائفہ اخفاہم فی ردار الفقر اجلالاً ؛ آنہا ہستند کہ از چشم او ملاحظہ نمایند وازگوش وگوش دارند چنانچہ درحدیث مشہور مذکور است اخبار و آیات آفاقی وانفسی دراین تیہ بسیار ولکن بدو حدیث اکتفا نمردتا نوری باشد از برای مطالعین و سروری باشد برای مشتاقین - اول ہینست کہ میفرماید ؛ عبدی اطعنی حتی اجعلک مثلی انا اقول کن فیکون وانت یقول کن فیکون ؛ وثانی این است کہ میفرماید ؛ یابن آدم لاتانس باحد ما وجدتنی ومتی اردتنی بار آقریبا آنچہ مذکور شد از اشارات بدیعہ و دلالات منیعہ راجع است بحرف واحد و نقطۂ واحدہ ذلک من سنۃ اللہ ولن تجد لسنۃ اللہ

پہلی حدیث (قدسی) یہ ہے فرماتا ہے - اے میرے بندے میری اطاعت کر یہانتک کہ تجھکو اپنی مثل کردوں میں (جس چیز کو) کہتا ہوں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے اور تو (جس چیز کو) کہے گا کہ ہو جا پس وہ ہو جائے گی اور دوسری حدیث یہ ہے کہ فرماتا ہے اے آدم کے فرزند جبتک تو مجھکو پائے کسی کے ساتھ اُنس نہ کر اور جب تو میرا ارادہ کرے گا - مجھکو نیکی کرنے والا (اپنے سے) قریب پائے گا -

یہ جو کچھ عجیب و غریب اشارات اور دلالات بیان ہوئے ہیں صرف ایک حرف اور ایک نقطہ کی طرف راجع ہیں -

ذالک[1] من سنۃ اللہ ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ولا تحویلاً

ایک مدت ہوئی جو اس نوشتہ کو میں نے تمہاری یاد کے ساتھ شروع کیا تھا مگر پہلا کاغذ جو اسوقت دیکھنے میں نہیں آیا تو ابتدا میں کچھ گلہ اور شکایت ہوئی مگر توقیع تازہ نے اُسکو رفع کر دیا - اور اس رقعہ کے ارسال کرنے کا آنحضرت صلے اللہ

[1] یہ خدا کی سنت سے ہے اور ہرگز تم خدا کی سنت میں تبدیل و تحویل نہ پاؤگے ۱۲

تجدید یاد لا محالہ ملحق است کہ این نوشتہ را بیاید شما شروع نمودہ درجہ قبلہ حفظہ معتقدہ
ابتدا کلمہ شکایت فت ولیکن توقیع تازہ رفع نمود مکشوف شد ... قصہ را رسال نمائیم ذرہ حب دا آنحضرت
احتیاج اظہار ندارد و منی باللہ شہید او در خدمت جناب شیخ محمد سلمہ تعالی باین دو الفاظ موم
معروض دارند من کوی تو جویم کہ بہ از عرش برین است من وی تو جنید کہ از باغ جنان است ...
عرضت امانة العشق علی القلم الی ان حملہا فضا منصعقا - فلما افاق قال سبحانک
انی تبت الیک وانا اول المستغفرین والحمد للہ رب العالمین شرح این ہجران این سوز جگر این زماں
بگذار تا وقت دگر خوشتر آن باشد کہ سر دلبراں گفتہ آید در حدیث دیگراں فتنہ و آشوب و خونریزی مجو بیش

علیہ و ... ہم ... سے بندہ محبت محتاج بیان نہیں ہے جس کو ... خدا کافی ہے ...
شیخ محمد صاحب کی خدمت میں صرف ان دو شعروں پر میں ... التفات کیا ہے
جناب تب ... کردیں ؎

من کوی تو جویم کہ بہ از عرش برین است[1] — من روی تو بینم کہ از باغ جنان است
انا عرضت امانة العشق علی القلم — الی ان ... فضا رمند صعقا

فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المستغفرین والحمد للہ
رب العالمین ؎

شرح این ہجران و این سوز جگر — این زماں بگذار تا وقت دگر
خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں — گفتہ آید در حدیث دیگراں
فتنہ و آشوب و خونریزی مجو — بیش ازیں از شمس تبریزی مگو

---

[1] سب عشق کی امانت میں نے قلم کے سامنے پیش کی تو اُسکے اُٹھانے سے انکار ... پس
پھٹ گیا۔ پھر جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ پاکی ہے مجھکو میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور
میں پہلا بخشش مانگنے والا ہوں اور تعریف ہے خدا کے واسطے جو پروردگار ہے ... عالموں ...

ازاں پس از شمس تبریزی بگو والسلام علیکم علی من طاف حولکم و قال [illegible] کم

آنچہ بندہ از پیش عرض نمودم

ہمہ پر فرمود این خوبی سیاہی می‌شود اگرچہ سعدی دریں مقام فردی ذکر کرده [illegible]

نخواہم بنویسم کہ مگس بو زند [illegible] چہ ہر از بسکہ سخن شیرین است دیگر دست از تحریر عاجز

شد التماس نماید کہ بس است لہذا می‌گویم

سبحان ربی ورب العزت

عما یصفون

سلام ہو تم پر اور اُن لوگوں پر جو تمہارے گرد طواف کرتے اور تمہاری ملاقات سے بہرہ یاب ہوتے ہیں۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عرض کیا ہے لکھیاں اُس پر گھر آئیں اور یہ بات سیاہی کی خوبی سے ہوتی ہے۔ اگرچہ شیخ سعدی نے اس مقام میں ایک فرد ذکر کی ہے۔ فرد

من دگر چیز نخواہم بنویسم کہ مگس ۔ زحمتم مید ہد از بسکہ سخن شیرین است

آگے تحریر کرنے سے ہاتھ عاجز ہے۔ التماس کرتا ہوں کہ یہی کافی ہے۔ اسواسطے کہتا ہوں وسبحان ربی رب العزت عما یصفون ۔

پاکی ہے میرے پروردگار کو جو پروردگار عزت کا ہے ان تمام باتوں سے جو کہ مشرکین اسکی نسبت بیان کرتے ہیں ۱۲

تصانیف حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب

روزنامچہ سفر ہندوستان۔ اس روزنامچہ میں بمبئی کے قابل دید نظارے، ہندوستان کی سیر، اولیاء کرام کے مزارات۔ آغا خانی و امام شاہی مخفی تحریکوں کے تذکرے بہت ہی دلچسپ طریقہ سے درج کئے گئے ہیں جن لوگوں نے خواجہ صاحب کا سفرنامہ حجاز پڑھا ہے وہ اسکی روش کو خود ہی سمجھ جائینگے۔ حجم ۱۲۰ صفحہ تقطیع ۱۸×۲۲۔ قیمت ۸ر۔

شیخ سنوسی کے پانچوں آتشی۔ یعنی حضرت خواجہ صاحب کے وہ پانچ مشہور و معروف رسالے جن میں آئندہ زمانہ کے انقلابات کی نسبت چونکا دینے والی پیشینگوئیاں ہیں جو اکثر صحیح ثابت ہوئی ہیں۔ یہ پانچوں رسالے کئی بار چھپکر شائع ہو چکے ہیں اور کئی زبانوں میں انکا ترجمہ بھی ہو گیا ہے۔ قیمت حصہ اول ۲ر حصہ دوم ۲ر حصہ سوم ۶ر حصہ چہارم ۴ر حصہ پنجم ۲ر

اسلام کا انجام۔ دیار مصر کے شیخ المشائخ کی شہرہ آفاق کتاب مستقبل الاسلام کا اردو ترجمہ۔ فلسفیانہ استدلال سے اسلام کے نیک انجام کا ثبوت۔ قیمت ۲ر۔

اسرار۔ بابی فرقہ کے بانی بہاء اللہ کی زندگی کی وہ زبردست کتاب جسمیں تصوف کو حیرت خیز طریقے سے بیان کیا ہے۔ قیمت ۲ر۔

پیغمبری اشارہ کی اردو دعائیں۔ اس کتاب میں حضرت خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی نہایت موثر اردو دعائیں درج ہیں جیسے سوتے وقت کی دعا۔ بچہ کی ولادت کے وقت ماں باپ کی دعا۔ بچہ کی بسم اللہ کے وقت کی دعا۔ ختنہ کے وقت کی دعا۔ دلہن کی دعا۔ سسرال میں جاکر دولھا کی دعا۔ آئینہ دیکھتے وقت اپنے سامنے پڑھنے کی دعا۔ صبح کی دعا۔ صبح کے کھانے سے پہلے کی دعا۔ کھانے کے بعد کی دعا۔ بچھونے پر جاتے وقت۔ تہجد کے وقت۔ صبح کی نماز کے بعد۔ ظہر کی نماز سے پانچوں نمازیں۔ اذان سننے کے بعد کی دعا۔ نیا چاند دیکھنے کے بعد۔ بادل کی گرج اور چمک میں۔ ریل میں سوار ہوتے وقت۔ جہاز میں سوار ہوتے وقت

مورخین سے ادا ہوتے وقت وغیرہ۔ انکے علاوہ تمام وہ معروف ابھی ابھی جو سفر حجاز و مصر
اور دیگر خاص خاص موقعوں پر عالم کیف میں حضرت خواجہ صاحب نے مانگی ہیں قیمت ۸ر
رسول کی عیدی اُمت کے بچوں کیلئے حضرت خواجہ صاحب نے مرتب فرمائی ہے قیمت ۸ر
سترھویں نامہ حضرت امیر خسرو کی سترھویں شریف کے حالات قیمت ۳ر

دل کی مراد	۱۰ر	بم	۱۰ر
مکھی کا میدان جنگ	۱ر	بندوق	۱۰ر
فلسفۂ شہادت	۱ر	جرمن شہزادہ کی لاش	۱۰ر
مچھر کا اعلان جنگ	۱ر	ہمارے رسول کی عادتیں	۲ر
توپ خانہ	۱ر	دینی یادداشت	۱۰ر
دکھیا شہزادی	۱۰ر	ہوائی جہاز	۱ر
فراق قبلہ نواز	۱۰ر		

غدر دہلی کے افسانے

سنہ ۵۷ء کے غدر دہلی کے دردناک سچے واقعات جو بادشاہ اور انکے خاندان کی عورتوں وغیرہ کو پیش آئے خواجہ صاحب نے خود دہلی لوگوں کی زبانی جنپر یہ حالتیں گذری تھیں سنکر اپنی مشہور طرز تحریر میں لکھے ہیں۔

یہ افسانہ عبرت و حسرت کی تصویر ہے۔ پڑھنے والا دنیا کے انقلاب کا حال پڑھکر بیتاب ہو جاتا ہے اور بغیر آنسو بہائے قصہ کو ختم نہیں کر سکتا۔

غدر سے پہلے اور دولت کے انجام کار سوچنے کیلئے اس کتاب سے بڑھکر کوئی ناصح نہیں مل سکتا چھوٹی خوبصورت تقطیع پر نہایت خوشنما چھپی ہے۔ قیمت ۸ر

یہ سب کتابیں کارکن حلقۃ المشائخ دہلی سے طلب کیجئے